اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱ر

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۹۱ | مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۲ رمضان ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے مفاد کے متعلق کسی اہم مشورہ میں شریک ہونے کے لئے ۲۹ جنوری نمازِ جمعہ پڑھانے کے بعد بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔

۲۹ جنوری کھاریاں ضلع گجرات سے ایک مخلص نوجوان عبد اللہ خان صاحب کا جنازہ بذریعہ لاری پہنچا۔ نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

۲۸ جنوری۔ مارننگ ہاکی کلب قادیان کی طرف سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہاکی ٹیم کو ٹی پارٹی دی گئی۔

جناب چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر گرلز ہائی سکول کے ہاں ۲۷ جنوری لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

مسلمان لیڈران کشمیر کی گرفتاری پر وائسرائے ہند کو تار

پریزیڈنٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے

قادیان ۲۷ جنوری ۱۹۳۲ء۔ سری نگر سے مفتی ضیاء الدین صاحب کے جبریہ اخراج اور مسٹر عبد اللہ۔ اور ان کے رفقاء کی گرفتاری کی خبر پہنچنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بحیثیت پریزیڈنٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی حسب ذیل تار وائسرائے ہند کو دیا ہے۔

قیامِ امن کی کوشش

یور ایکسی لنسی کے یقین دلانے پر مجھے اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ کشمیر کے مسلمانوں کی شکایات دُور کر دی جائیں گی۔ اور کہ ریاست اپنی متشددانہ پالیسی ترک کر دے گی۔ یہ اطمینان دلائے جانے پر میں نے ریاست کے اندر اور باہر اس امر کے لئے پوری پوری کوشش کی۔ کہ مسلمان پُر امن رہیں۔ اور گلینسی اور مڈلٹن کمیشنوں۔ نیز مسٹر جگلنز اور مسٹر لانگر سے تعاون کریں۔ اس لئے میں بالکل خاموش تھا۔ اور سری نگر و جموں کے نمائندگان کو بھی پُر امن رکھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ کشمیر کے مشہور و معروف رہنما مسٹر عبد اللہ۔ اور

پونچھ کے مفتی ضیاء الدین صاحب اس پر امن کام میں ہمارے ممد و معاون تھے۔ اس وقت بھی سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔ بعض دوسرے مقتدر راہنماؤں کے ساتھ جموں میں اسی امر کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ریاست اور علاقہ میرپور کے مسلمانوں کے درمیان صلح کرا دیں۔ اور سول نافرمانی کی تحریک کو بند کرا دیں۔

مصالحانہ مساعی کے دوران میں ریاست کا انتہائی تشدد

لیکن ہماری مصالحانہ مساعی کے باوجود ریاستی حکام مسلمانوں پر انتہائی تشدد میں مصروف رہے۔ اور جلسوں کی ممانعت۔ پانچ افراد سے زیادہ کے اجتماع کی ممانعت وغیرہ کے لئے ان مقامات پر بھی آرڈی ننس جاری کر دیئے گئے۔ جہاں بالکل امن و امان تھا۔ اب خبر آئی ہے۔ کہ مفتی ضیاء الدین صاحب کو جبراً حدود ریاست سے نکال دیا گیا ہے۔ اور مسٹر عبداللہ کو ان کے رفقاء سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ریاستی حکام خود ہی فتنہ انگیزی کرنا چاہتے ہیں۔ تا حکومت برطانیہ کی ہمدردی حاصل کر سکیں۔ اور مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے بہانہ بنا سکیں۔

حالات کو بدتر صورت اختیار کرنے سے بچائیں

اس لئے میں ایک بار پھر یور ایکسی لینسی سے اپیل کرتا ہوں کہ فوری مداخلت کر کے حالات کو بدتر صورت اختیار کرنے سے بچائیں۔ اگر یور ایکسی لینسی کے لئے اس میں مداخلت ممکن نہ ہو۔ تو مہربانی فرما کر مجھے اطلاع کرا دیں۔ تا میں مسلمانان کشمیر کو اطلاع دے سکوں۔ کہ اب ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ یا تو جد و جہد میں ہی اپنے آپ کو فنا کر دیں۔ اور یا دائمی غلامی پر رضامند ہو جائیں۔

مہاراجہ صاحب کشمیر کو تار

اس کے ساتھ ہی پریذیڈنٹ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مہاراجہ بہادر کو حسب ذیل تار دیا ہے:۔

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسٹر عبداللہ کو سرینگر میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ صرف وہی ایسا آدمی تھا جس کے مشورے ریاست میں قیام امن کا موجب رہے ہیں۔ اور اس کی گرفتاری سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ریاستی حکام امن کے خواہشمند نہیں۔ بلکہ بدامنی چاہتے ہیں۔

آخری التماس

میں یور ہائی نس سے آخری بار التماس کرتا ہوں۔ کہ مہربانی فرما کر حکام کو اس تشدد اور سختی سے روک دیں۔ ورنہ باوجود ہماری انتہائی کوشش کے مجھے خطرہ ہے۔ کہ خواہ کتنے بھی آرڈی ننس جاری کئے جائیں۔ امن قائم نہ ہو سکے گا۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری ریاست پر ہو گی۔

مسلمانان کشمیر کے لیڈروں کو کس طرح گرفتار کیا گیا

ریاست کے تشدد کی وجہ سے حالات سخت نازک صورت اختیار کر رہے ہیں

مولانا محمد عبداللہ صاحب وکیل سرینگر سے ۲۷ جنوری ۱۹۳۲ء کو حسب ذیل تار "الفضل" کے نام ارسال کرتے ہیں:۔

مفتی ضیاء الدین صاحب کو جو مسلمانان کشمیر کے مفاد کے لئے ایک قیمتی وجود ہیں۔ گزشتہ ہفتہ جلاوطنی کا حکم موصول ہوا تھا۔ جس پر مسلمانوں نے پروٹسٹ کیا۔ حکام کی طرف سے مسٹر ایس۔ ایم عبداللہ کو امید دلائی گئی۔ کہ معاملہ پر دوبارہ غور ہو رہا ہے۔ سوموار کے روز وہ گورنر کے پاس اس غرض سے گئے۔ کہ جموں سے ٹیلیفون پر دوبارہ غور کا نتیجہ معلوم ہونے کی توقع تھی۔ جیسا کہ پہلے سے طے شدہ تھا۔ لیکن ابھی آپ وہیں تھے۔ کہ پولیس نے مفتی ضیاء الدین صاحب کو جبراً ریاست سے باہر بھیج دیا جس سے پبلک میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔ پچھلے پہر بہت سے لوگ خانقاہ معلی میں جمع ہو گئے۔ جن کے سامنے مسٹر محمد عبداللہ نے تقریر کی۔ غروب آفتاب کے بعد آپ کو معہ چھ رفقاء کے تقریر کرنے اور خلاف قانون مجمع میں شمولیت کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا۔ ان کا مقدمہ آج شروع ہے۔ پبلک بے صبری سے نتیجہ کی منتظر ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے سخت پروٹسٹ کیا ہے۔ شہر میں پولیس اور فوج کا سخت مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ لوگ میر واعظ محمد یوسف سے سخت بدظن ہیں۔ جو گرفتاریوں پر خوش نظر آتا ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ وہ کہتا ہے۔ لیڈروں کو گرفتار کرانے میں میرا ہاتھ ہے۔ میں جموں جا رہا ہوں۔ تا دیکھوں۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ حالات سخت نازک ہیں۔ اور اگر اس تشدد کو دور کرنے کا جلد انتظام نہ کیا گیا۔ تو نہایت ناگوار نتائج کا احتمال ہے۔

مسلمانان چنیوٹ پر ہندوؤں کا مسلح دھاوا

مسلمانوں پر تیزاب اور اینٹ پتھر کی بارش

چنیوٹ ۲۵ جنوری۔ کل ۲۴ جنوری کو ہندوؤں نے چھویوں۔ کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے پولیس کی موجودگی میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ جبکہ وہ پہلے فساد کے متعلق سرگرم تحقیقات تھی۔ جہاں حملہ کیا گیا۔ وہ ہندوؤں کا بھاری مرکز ہے۔ حملہ آور جو تعداد میں دو ہزار سے زیادہ تھے۔ مسلمانوں کے محلوں میں مسلمانوں پر مظالم کرنے کی غرض سے گھس گئے۔ پولیس نے بلوائیوں کی روک تھام کے لئے انگلی تک نہ ہلائی۔ کمشنر ملتان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ اس تفتیش میں ہندوؤں کے ساتھ مسلمان افسر بھی تعینات کئے جائیں۔

(نامہ نگار)

میر واعظ محمد یوسف کی قوم سے کھلم کھلا غداری

سری نگر ۲۸ جنوری: نذیر احمد صاحب حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں حال میں میر واعظ محمد یوسف جب پنجاب گیا۔ تو وہاں بھی۔ اور وہاں سے واپسی پر بھی وہ احرار کا مؤید تھا۔ لیکن ایس محمد عبداللہ صاحب کی گرفتاری کے بعد اس نے احرار کی مذمت شروع کر دی ہے۔ اور ان گرفتاریوں پر خوشی منا رہا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اس نے اپنی حفاظت کے انتظام کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ ایک پولیس گارد اس کے مکان کی حفاظت پر مامور کر دی گئی ہے۔ اور جب صرف کدل کے نہایت ہی کم حاضرین کے سامنے وہ وعظ کرتا ہے۔ تو ملٹری گارد اس کی حفاظت کیلئے موجود رہتی ہے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ نازک

75

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نہایت ضروری فرمان

ہر ایک احمدی کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اشتہار میں چندہ کی تحریک کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں۔

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں۔ یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے۔ کہ میرا انہیں سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں۔ جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے۔ کہ فضول گوئی اور دروغ کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر شخص جو مرید ہے۔ اس کو چاہیئے۔ جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے۔ خواہ ایک پیسہ ہو۔ اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا۔ اور جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے۔ وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لئے جواب کا انتظار کیا جائیگا۔ کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔ اور مشتہر کر دیا جائیگا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کرکے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی۔ اس کا نام بھی کاٹ دیا جائیگا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام من اتبع الہدیٰ

المشتہر:۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور

تتمہ

"...... یہ بات بھی پھر دوبارہ یاد دلا دیتا ہوں۔ کہ ہر ایک شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھ کر چندہ مقرر کرے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاقت بوجھ سمجھ کر ملول ہو جائے۔ کہ اس طرح اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ گنہگار ٹھہریگا۔ ...... یہ بھی واضح رہے۔ کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کے ہر ماہ کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے۔"

"نوٹ: تقسیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدمی کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ پس ہر ایک صاحب کو جن کے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہنچے لازم ہے۔ کہ وہ اپنے شہر اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں۔ اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر ازسرنو اس سے عہد اس چندہ کا لے۔ پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کرکے بھیجدے۔ اگر وہ لوگ خواندہ ہوں۔ تو ان کے دستخط بھی کرا دے۔" منہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار میں دو امور پر بہت زور دیا ہے:۔

اوّل۔ یہ کہ ہر ایک احمدی اپنا ماہوار چندہ مقرر کرکے "اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہوار بھیج سکتا ہے"

دوسرا فرض۔ چندہ کی باقاعدہ ادائیگی ہے۔

زراعت پیشہ یا ایسے احباب جنہیں سال کے کسی خاص موقعہ پر آمدنی ہوتی ہے۔ وہ بھی اپنی آمدنی کے لحاظ سے مثلاً چندہ کا اندازہ لگا کر اطلاع دیں۔ اس کے علاوہ اگر دوران سال میں کوئی اور خاص آمدنی ہو۔ تو اس کا بھی چندہ نکالنا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کا خاص ارشاد ہے کہ مقررہ چندہ کی اطلاع کے ساتھ ہر احمدی کی آمدنی کے اندازہ کا بھی نوٹ ہونا ضروری ہے۔ تاکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کو اپنی جماعت کے اخلاص و جدوجہد کا پتہ لگتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔ کہ ہر احمدی جس کو اس اشتہار کی اطلاع ہو۔ اپنے شہر اور اپنے اردگرد کے دوسرے احمدی برادران کو بھی اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھائے۔ اور اسکی پابندی کرائے لیکن جہاں انجمنیں قائم ہیں۔ وہاں یہ فرض حتمی خاص طور پر عہدہ داران انجمن پر عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے تمام ممبران سے ماہوار چندہ مقرر کرائیں۔ اور ان کی آمدنی کے اندازہ کے ساتھ باقاعدہ اطلاع قادیان بھیجیں۔ اور وصولی چندہ کا باقاعدہ انتظام رکھیں۔

شرح چندہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار میں جماعت احمدیہ کے ہر فرد پر چندہ کی عام فرضیت کا اعلان فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ جس شخص کو احمدی ہوئے ابھی پہلا ہی دن ہو اور قرب الٰہی و ترقی ایمان کے حصول اور خدمت دین میں اس نے یہی پہلا قدم رکھا ہو۔ کہ اپنے آپ کو سلسلہ بیعت میں داخل کیا ہو۔ اور دنیوی لحاظ سے بھی حیثیت دار نہ ہو۔ تو اس پر بھی اس اشتہار کی رُو سے لازم ہے۔ کہ ضروریات سلسلہ کے لئے "اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھکر چندہ مقرر کرے۔" ایسے شخص کے لئے حضور نے کوئی شرح چندہ مقرر نہیں فرمائی مگر دوسرے لوگوں کے لئے شرح چندہ کا ذکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے۔ جہاں حضور اپنی جماعت میں خاص اخلاص پیدا کرنے پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں۔ اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔"

اس رسالہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خاص مخلصین کا ذکر فرماتے ہوئے ان کے لئے چندہ کی شرح کم از کم دسواں حصہ رکھی ہے۔ بلکہ فرمایا ہے:۔

"اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا۔ کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔"

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء مبارک یہ ہے۔ کہ ہر شخص احمدی ہوتے ہی اپنی حالت اور استطاعت دیکھکر چندہ مقرر کرے۔ اور خلوص و ایمان میں ترقی کرتے کرتے جلد ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاوے۔ جن کے لئے خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

پس اصل شرح چندہ یہی سمجھنی چاہیئے۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ یعنی کم از کم آمدنی کا دسواں حصہ اور اس سے کم ہر شخص اپنے اخلاص و ایمان کے مطابق دے سکتا ہے۔ لہٰذا آئندہ تمام احمدی احباب اور بالخصوص انجمنوں کے عہدہ دار صاحبان شرح چندہ ایک آنہ فی روپیہ پر محدود خیال نہ فرمائیں۔ بلکہ ترقی کی تحریک جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ جماعت کا قدم قدم صدق کے مقام پر پہنچ جاوے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا منشاء ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس نہایت ضروری فرمان سے ظاہر ہے۔ کہ چندوں کا بروقت ادا کرنا ہر ایک احمدی کا اپنا فرض ہے۔ اور ان کے واسطے ضروری ہے۔ کہ وہ خود بخود بغیر کسی مطالبہ کے چندوں کا روپیہ اپنے سیکرٹری مال کو ادا کریں۔ اگر وہ اکیلا ہے۔ تو براہ راست بغیر مطالبہ کے مرکز میں اپنا چندہ ادا کرے۔

چنانچہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء میں تحریک چندہ جلسہ سالانہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

اپنے آپ چندہ ادا کرو

یہ چندے ایسے چیز نہیں۔ کہ ان کے متعلق کسی کو کچھ کہنا

پڑے۔ بلکہ یہ تمہیں اپنے آپ ادا کرنے چاہئیں۔ میرے نزدیک تو یہ ترم والی بات ہے۔ کوئی کہے لاؤ جی چندہ دو۔ بلکہ یہ چاہیئے۔ کہ کوئی کہنے نہ پائے۔ اور تم چندہ ادا کر دو۔ تا یہ اس کی طرف منسوب نہ ہو سکے۔ کہ فلاں نے کہا۔ تو ہی چندے ادا کئے گئے۔ کیونکہ اس طرح یہ دین اس کا ہو جاویگا۔ اور یہ سمجھ جائیگا۔ کہ اسے تو دین کا خیال نہ تھا۔ مجھے خیال تھا۔ اس نے آکر کہا۔ اگر اُسے خود خیال ہوتا۔ تو وہ آپ ہی اس کا فکر کرتا۔ اور اپنے آپ اس کے لئے چندہ دیتا۔ اور اس میں حصہ لیتا بس اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ تا ایسا معلوم ہو۔ کہ تمہیں خود بھی دین کا فکر ہے *

صدقات اور جماعت احمدیہ

فطرانہ اور عید فنڈ کا روپیہ قادیان بھیجا جائے

اللہ تعالےٰ کے فضلوں میں سے ماہ رمضان بھی اس کے بندوں کے لئے ایک خاص فضل ہے۔ جس میں بہت سے روحانی اور جسمانی فوائد انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اس مبارک مہینہ کے اختتام پر ہر متنفس کے ذمہ خواہ وہ کوئی ہو۔ صدقۃ الفطر فرض کیا گیا ہے۔ بچوں پر بھی یہ صدقہ فرض ہے۔ ناداروں اور مفلسوں کے ذمہ بھی یہ صدقہ واجب ہے۔ خواہ وہ صدقہ لے کر ہی صدقہ ادا کریں۔ غرض اس صدقہ کا ادا کرنا ہر متنفس پر خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت فرض ہے۔ اور حقیقت بھی یوں ہی ہے۔ کہ اس راہ میں بھوکا اور پیاسا رہ کر انسان بھوکے اور پیاسوں کی تکلیف کا احساس کرتا ہے۔ اور اپنی خود اختیار کی ہوئی بھوک اور پیاس میں بیکس اور لاوارثوں کی مجبوری کی بھوک پیاس سے بیتاب ہو جاتا ہے۔ محض خدا کے لئے بھوکے رہنے والے خدا کی مخلوق کی بھوک پیاس کو نہیں بھول سکتے۔ وہ روزوں میں خود بھوکے رہ کر دوسروں کی بھوک دور کرنے کے لئے صدقہ پر صدقہ دیتے ہیں۔ اور روزہ فرض کرنے کے شکریہ میں اللہ تعالےٰ کے آگے راتوں کو اٹھ اٹھ کر سبحان ربی الاعلیٰ بھی لاتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے بندوں کو ہمدردی انسان کا کیسا موثر عملی سبق دیا ہے۔ پس رمضان میں روزوں اور نمازوں کے ساتھ صدقے کے زیادہ دینے کا بھی قدرتی جوڑ ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ صدقہ دینے میں نہایت غیر معمولی کثرت سے کام لیتے تھے *

پہاڑ اور بلندیاں دینا پانی خشک زمینوں کے سیراب کرنے کے لئے دریاؤں میں بہا دیتی ہیں۔ پھر وہی پانی صاف ہوتا۔ اور گرم ہواؤں کے ذریعہ واپس آکر ان پر پھر برستا ہے۔ یہی حال صدقات کا ہے۔ جب ننگے ڈھانپے اور بھوکے سیر کئے جاتے اور خشک حلق تر کئے جاتے ہیں۔ تو یتامیٰ اور مساکین کی درد بھری دعائیں باران رحمت بن کر صدقہ دینے والوں کے مالوں پر برستی ہیں۔ اور یوں الصدقات کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ صدقات کے رمضان کا مہینہ خاص ہے۔ اور گو زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص مہینہ مقرر نہیں ہے۔ لیکن صدقات کی مناسبت کے لحاظ سے عام طور پر لوگ زکوٰۃ بھی اسی مہینہ میں ادا کرتے ہیں۔

اس قدر تمہیدی الفاظ کے بعد میں جناب کو بیت المال کی ان خاص ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جن کا تعلق صدقات اور زکوٰۃ سے ہے۔ جماعت کے بڑھنے سے غربا و مساکین کی تعداد بھی زیادہ بڑھتی ہے۔ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ یتامیٰ و بیوگان و دیگر حاجتمند احمدیوں کو متفرق امداد اپنی نگرانی خاص میں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ تقسیم فرماتے ہیں۔ اسلئے حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ پر ہی سب سے زیادہ غربا و مساکین کے تقاضے ہوتے رہتے ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کو بارہا اس فنڈ میں کمی روپیہ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے قادیان سے باہر احمدیوں کی حالت عام طور پر دوسری اقوام کے مقابلہ میں کمی تعداد کے باعث کمزور ہے۔ اور احمدیوں کو بالعموم دشمنوں کے ظلم ہی سہنے پڑتے ہیں۔ مگر اس دشمنی کا زلہ سب سے زیادہ غریب اور لاوارث لوگوں پر پڑتا ہے۔ اور ان میں سے بہت سے لوگ قادیان میں آکر پناہ لیتے ہیں۔ اس وقت یہ تعداد اس قدر ہو گئی ہے کہ مساکین کے لئے موجودہ فنڈ صدقات و زکوٰۃ کافی نہیں ہو رہا ہے۔ سردی میں ضروری کپڑے بھی سب کو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اور باوجود کمی کئی طریق سے انتظام کرنے کے سب کے لئے کھانے کا انتظام بھی بوجہ کمی روپیہ نہیں ہو سکتا۔ ایسے وقت میں بیرونی احباب کو اس کار خیر میں حصہ لینے کیلئے خاص جوش دکھانا چاہیئے۔ اپنی اور اپنے خاندان کی زکوٰۃ اور ہر قسم کے صدقات خود جمع کر کے بھجوانے چاہئیں۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی تحریک کر کے ان سے بھی بھجوانا چاہیئے *

عید فنڈ

زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کے ادا کرنے کے ساتھ ایک خاص مد چندہ یعنی عید فنڈ ہمیشہ سے قائم ہے۔ احباب عید کے موقعہ پر خزانہ بیت المال کے لئے حسب توفیق اس مد میں بھی ضرور حصہ لیتے ہیں۔ امید ہے کہ اس سال اس مد کی طرف بھی خصوصیت کے ساتھ توجہ کیجائیگی۔ اور جو جس کی توفیق ہو۔ اس مد میں بھی ضرور چندہ دے گا۔ عام طور پر اس میں کم از کم ایک روپیہ فی کس لیا جاتا ہے۔ لیکن جو دوست اس قدر نہ دے سکتے ہوں۔ ان سے کم بھی لے لیا جائے۔

نوٹ: اگر کسی خاص مقام پر احمدی غربا و مساکین ایسے ہوں۔ کہ جن کو اس رقم فطرانہ سے کچھ مدد دینا ضروری ہو۔ تو مناسب حد تک مدد کر کے باقی رقم کل کی کل قادیان فوری بھیج دی جاوے۔

مسائل فطرانہ

(ماخوذ از کتاب فقہ)

عید الفطر کی نماز کا وقت اس وقت ہے۔ جو دو نیزہ کے برابر سورج چڑھ آوے۔ اس نماز میں مرد اور عورت سب کو شامل ہونا چاہیئے۔ عورتوں کے متعلق یہاں تک تاکید ہے۔ کہ جو عورتیں نماز میں بوجہ حیض شامل نہ ہو سکیں۔ وہ نماز سے علیحدہ رہیں۔ لیکن تکبیر کے کہنے اور دعا کے کرنے میں وہ شریک ہوں۔ یہ نماز شہر سے باہر ہوتی چاہیئے اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو۔ تو مسجد میں بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر عید کے دن لوگوں کا اجتماع نہ ہو سکتا ہو۔ تو امام دوسرے دن عید پڑھا سکتا ہے۔ ایسا ہی اگر چاند کی تاریخوں میں غلطی کی وجہ سے عید کی تاریخ اس وقت معلوم ہوئی۔ کہ نصف النہار ہو چکا تھا۔ تب بھی امام لوگوں کو دوسرے دن نماز پڑھائے ہر دو عیدوں میں نماز دو رکعت ہے۔ اور نمازوں سے اس نماز کو امتیاز یہ ہے۔ کہ اس میں تکبیریں زیادہ ہیں۔ تکبیروں کا موقعہ اور تعداد یہ ہے۔ کہ جب امام تکبیر تحریمہ کہے۔ تو اس کے بعد ثنا پڑھے۔ پھر سات تکبیریں۔ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے کہے۔ اور پانچ دوسری رکعت میں۔ قرأت سے پہلے ہر تکبیر کے ساتھ دونو ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ پھر قرأت فاتحہ اور سورۃ چاہیئے۔ اور یہ قرأت بلند آواز سے پڑھی جائے۔ دو رکعت پوری کرنے کے بعد تشہد پڑھے۔ اور سلام پھیرے۔ نماز عید سے فارغ ہو کر امام خطبہ کہے جس میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے۔ یہ خطبہ بھی جمعہ کی طرح ہونا چاہیئے۔ یعنی اس میں بھی ایک دفعہ بیٹھ کر دوبارہ شروع کرنا چاہیئے۔ اگر امام یہ خیال کرے کہ عورتوں کو نہیں سنا سکا۔ تو مردوں کو سنانے کے بعد عورتوں میں دیا جائے۔ اور ان کو بھی وعظ کرے۔ اس خطبہ میں خطیب کا بار بار کہنا مستحب ہے۔ اس خطبہ کا سننا ضروری ہے۔ بعض لوگوں کو اگر امام جانے کی اجازت دیدے تو وہ جا سکتے ہیں *

مسئلہ:۔ اگر عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں۔ تو عید کو الگ اور جمعہ کو الگ پڑھنا چاہیئے۔ ہاں جو لوگ دور سے اگر نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو امام کہدے۔ ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔ تم نے اگر جمعہ کے لئے نہ آنا ہو۔ تو تمہارا اختیار ہے۔

مسئلہ: صدقۃ الفطر عید کی نماز کے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ عید سے دو چار روز پہلے ہی ہو۔ تا کہ عید کے دن مساکین کے کام آئے صدقۃ الفطر کی مقدار ایک صاع ہے۔ اور گندم سے نصف صاع بھی جائز ہے۔ فضیلت صاع کو ہے۔ صدقۃ الفطر ہر انسان کی طرف سے ادا کرنا چاہیئے۔ جو شخص خود ادا نہیں کر سکتا۔ اسکی طرف سے وہ ادا کرے۔ جو اس کے اخراجات کا ذمہ وار ہے۔ صدقۃ الفطر عورت مرد۔ بچے بوڑھے۔ آزاد اور غلام سب کی طرف سے ادا ہونا چاہیئے۔

(نوٹ) (۱) عید کے معنے ہیں۔ وہ خوشی کا دن جو لوٹ لوٹ کر آئے اس دن کے لئے غسل کرنا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا سنت ہے۔ اور عید پڑھنے کے لئے جاتے اور آتے ہوئے تکبیر کہنا مستحب ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ جس راستہ سے جائیں اگر ہو سکے تو واپسی دوسرے راستہ سے کریں۔

(۲) فطر کے معنے روزہ چھوڑنا *

صاع (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک پیمانہ ہے۔ جیسے پنجاب کو ٹوپا۔ اس پیمانہ میں چار مُد غلہ پڑتا ہے۔ ایک مُد ۱۲ چھٹانک کا پیمانہ ہے۔ پس صاع تین سیر انگریزی کا ہوا۔ جس سیر کی مقدار ۸۰ تولہ ہے۔ فطرانہ قبل نماز عید ادا ہو جانا ضروری ہے *

(۴) یہ جائز ہے۔ کہ جنس کی جگہ نرخ مروجہ کے مطابق قیمت ادا کر دی جائے۔ آج کل قادیان میں گندم کا نرخ ۱۶ سیر فی روپیہ ہے۔ اس لحاظ سے صاع کی قیمت ۳؍ ہے۔ دوست اپنی اپنی جگہ مروجہ نرخ کے لحاظ سے قیمت ادا کر دیں *

(عبد المغنی۔ ناظر بیت المال قادیان) ۲۹ جنوری سنہ ۳۲

(ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

پنجاب کونسل میں پکٹنگ کے خلاف مسودہ قانون

پکٹنگ کے ذریعہ پیدا ہونے والے مناقشات کے سدباب کی ضرورت

پکٹنگ کے ذریعہ مسلمان تاجروں کا نقصان

سنہ ۱۹۳۰ء میں کانگرس نے قانون شکنی اور غیر ملکی اشیاء کی تجارت کے خلاف جو مہم شروع کی۔ اگرچہ مسلمان بحیثیت قوم اس سے علیحدہ رہے۔ اور انہوں نے کانگرسی تحریکات میں حصہ لینے سے کھلم کھلا انکار کر دیا۔ تاہم ہندوؤں نے غیر ملکی پارچات کی فروختگی پر پکٹنگ لگانے کے سلسلہ میں اپنا سارا زور مسلمانوں کے خلاف صرف کیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کو جو ہندوؤں کی نسبت پہلے ہی تجارت میں بہت پسماندہ تھے۔ سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ قریباً ہر شہر میں ایسے بڑے بڑے ہندو سوداگروں کی موجودگی کے باوجود جو غیر ملکی اشیاء کی تجارت کرتے تھے کانگرسی والنٹیروں نے ان کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کے خلاف جن کی تجارتیں ہندوؤں کی نسبت بہت معمولی اور خال خال تھیں اپنا سارا زور صرف کرنا شروع کر دیا۔

ایک مثال

اس بات کا اندازہ کہ کانگرس کے والنٹیروں نے کس طرح مسلمانوں کو عضوِ ضعیف سمجھ کر اپنی سرگرمیوں کا خاص طور پر نشانہ بنایا۔ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ لاہور کی صرف ایک دوکان مسلم کلاتھ ہاؤس پر پکٹنگ لگانے والے جو گرفتار ہوئے۔ ان کی تعداد چند دن میں ساڑھے چار سو تک پہونچ گئی۔ اور جو گرفتاری سے بچ گئے۔ ان کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

ایک مسلمان تاجر کا قتل

انہی ایام میں بنارس کے ایک مسلمان تاجر پارچہ محمد جان خان کی دوکان پر کانگرسی والنٹیروں نے مسلسل پکٹنگ لگانے کے علاوہ اسے سخت دھمکیاں بھی دیں۔ اور آخر انہوں نے اپنی دھمکیوں کو عملی شکل دینے اور پکٹنگ کو تشدد کی شکل میں تبدیل کرتے ہوئے تاجر موصوف کو سربازار قتل کر دیا۔ جس نے اپنے نزعی بیان میں کہا۔ کہ مجھ پر کانگرس کمیٹی کے والنٹیروں کے کپتان نے حملہ کیا ہے۔ اس کے بعد بنارس میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر جس قدر مظالم توڑے گئے۔ اور جس بے دردی سے انہیں لوٹا۔ اور قتل کیا گیا۔ وہ نہایت ہی دردناک داستان ہے۔

مسلمان تاجروں کو نشانہ بنانے کی غرض

غرض ۳۱-۱۹۳۰ء میں کانگرسی ہندوؤں نے ہندو تاجروں کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ساری سرگرمیاں مسلمان تاجروں کو نقصان پہونچانے اور تباہ کرنے میں صرف کیں۔ اور باوجود اس کے کہ گورنمنٹ نے پکٹنگ کے متعلق آرڈیننس جاری کر دیا تھا۔ پھر بھی مسلمان تاجر کانگرسیوں کی نقصان رسانیوں سے نہ بچ سکے۔

دراصل یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں کو بتایا جائے۔ کہ کانگرسی تحریکات کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کر کے وہ اپنے آپ کو کسی صورت میں بھی محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اور وہ گورنمنٹ جس کے خلاف کانگرس کا ساتھ دینے کے لئے مسلمان تیار نہیں وہ بھی انہیں ہندوؤں کی چیرہ دستیوں سے نہیں بچا سکتی۔

مسلمانان پنجاب کی صدائے احتجاج

ایسے تکلیف دہ حالات کے خلاف۔ اگرچہ مسلمانان پنجاب نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور جہاں پنجاب کانگرس کمیٹی کے ذمہ وار ارکان سے کہا کہ:۔

"آپ کے لئے ضروری ہے۔ کہ آئندہ اپنے ہر کارکن کو ہدایت کر دیں۔ کہ نہ وہ اپنے کسی پروگرام کی تعمیل کے لئے کسی مسلم کو مجبور کرے۔ اور نہ اس کے کاروبار کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرے۔ اور نہ حقارت آمیز الفاظ سے مخاطب کرے"

وہاں حکومت کو بھی کانگرسیوں کی چیرہ دستیوں۔ اور نقصان رسانیوں کے خلاف بار بار توجہ دلائی۔ لیکن مسلمانوں کی کمزور اور نحیف آواز کی کسی طرف بھی شنوائی نہ ہوئی۔ نہ تو کانگرسیوں نے مسلمان تاجران پارچہ کو تباہ و برباد کرنے میں کمی کی۔ اور نہ حکومت نے قانون کے ذریعہ مسلمانوں کی حفاظت کا کوئی انتظام کیا۔ آخر یہ مصیبت گاندھی اروِن سمجھوتہ ہونے تک برابر جاری رہی۔ اور پھر کانگرسیوں کے اپنی سرگرمیوں سے دستبردار ہو جانے کی وجہ سے ٹل گئی۔

پنجاب کونسل کے ایک مسلمان ممبر کی فرض شناسی

اب جبکہ کانگرس نے از سر نو یہ مہم شروع کر دی ہے۔ اور پکٹنگ کی وبا پھر پھیل رہی ہے۔ جس کا نشانہ خاص طور پر مسلمانوں کو بنایا جا رہا ہے۔ پنجاب کونسل کے ایک مسلمان ممبر مسٹر فیض محمد صاحب نے پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں پکٹنگ کے خلاف ایک مسودہ قانون پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ جس کا نام "لوگوں کو ایذا رسانی سے محفوظ رکھنے کے متعلق مسودہ قانون پنجاب" رکھا گیا ہے۔ اور اس کی وجوہات حسب ذیل بیان کی گئی ہیں:۔

"مختلف صورتوں میں پکٹنگ کی وجہ سے جس کے متعلق اس کے مجوزین کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ پُرامن نوعیت کا ہے۔ صوبہ میں عام طور پر فرقہ وارانہ جذبات تیز ہو گئے ہیں۔ بعض مقامات پر اس کی وجہ سے دونوں قوموں (ہندو و مسلمانوں) میں مخالفت پیدا ہو گئی ہے۔ جس کے متعلق یہ احتمال تھا۔ کہ بڑھتے بڑھتے فرقہ وارانہ فسادات کی صورت اختیار کر لیتی۔ اگر ان اشخاص کو ایذا رسانی سے بچانے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ جو جائز مشاغل میں مصروف ہیں۔ اور جو کانگرس اور دیگر انتہا پسند جماعتوں سے مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ تو خطرناک نتائج پیدا ہونگے۔ لہٰذا یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ بروئے آئین جملہ اقسام کی پکٹنگ کی ممانعت کی جائے"

مسودۂ قانون میں پکٹنگ کے ذریعہ ایذا رسانی کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے چھ ماہ تک قید یا سزائے جرمانہ یا دونوں سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

ہندو پریس کی مخالفت

پکٹنگ کرنے والوں کی سابقہ اور موجودہ روش کے لحاظ سے اس قسم کا قانون نہایت ضروری ہے۔ اور فرقہ وارانہ مناقشات کا سدباب سوائے اس کے نہیں ہو سکتا۔ کہ جو لوگ کانگرس کے ہم خیال نہیں۔ انہیں کانگرسیوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ان کے جائز مشاغل میں جن کا انہیں بروئے قانون استحقاق حاصل ہے۔ کسی کو مداخلت نہ کرنے دی جائے لیکن

چونکہ ایسے لوگ عام طور پر مسلمان ہی ہیں۔ اور وہی کانگرسیوں کی نقصان رسانیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اس لیئے ہندو پریس نے اس مسودۂ قانون کی مخالفت شروع کر دی ہے اور وجہ یہ بیان کی جا رہی ہے۔ کہ اس مسودۂ قانون کے ذریعہ جن خرابیوں کے انسداد کی ضرورت بیان کی گئی ہے۔" اُن کا اِنسداد قانون پہلے ہی سے موجود ہے"۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" (۲۴ جنوری) لکھتا ہے:۔

"وُہ کونسا نیا جرم ہے۔ جس کو دُور کرنے کے لیئے یہ مسودۂ قانون تیار کیا گیا ہے۔ جتنے جرائم کا ایذا رسانی کی تعریف میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کو دور کرنے کے لیئے قوانین پہلے ہی موجود ہیں۔ اور بغیر کسی دقت اور تکلیف کے ان قوانین سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ کام لیا جاتا رہا ہے اس اصلیت کی موجودگی میں کسی نئے قانون کی ضرورت کیوں محسوس کی جا رہی ہے۔ اور ذمہ وار ممبر مسٹر فیض محمد صاحب نے کونسی خوبی دیکھی۔ کہ انہوں نے ایک ہنگامی اور من مانے حکم کو قانون کی شکل دلوانے پر کمر باندھ لی ہے"۔

بلا وجہ مخالفت

اگر یہ درست ہے۔ کہ مجوزہ مسودۂ قانون میں "جتنے جرائم کا ایذا رسانی کی تعریف میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کو دور کرنے کے لیئے قوانین پہلے ہی موجود ہیں۔ اور بغیر کسی دقت اور تکلیف کے ان قوانین سے کام لیا جا سکتا ہے"۔ تو پھر اس مسودۂ قانون کو بے ضرورت تو کہا جا سکتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ "۱۹۳۲ء کا یہ پہلا مسودۂ قانون ہے۔ جو پنجاب ہی کے ماتھے پر یہ سیاہی کا کلنک لگانے کی کوشش ہونے لگی ہے"۔ اور نہ یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ "اس مسودہ قانون کی پوری مخالفت کی جائے۔ اور پنجاب پر بلا وجہ بلا ضرورت ایک نئے قانون کا بوجھ نہ لادا جائے"۔

کیونکہ جو کچھ اس میں مذکور ہے۔ جبکہ اس کے دُور کرنے کے لیئے قوانین پہلے ہی موجود ہیں۔ تو پنجاب کے ماتھے پر یہ سیاہی کا کلنک پہلے ہی لگ چکا ہے۔ جس میں اس مسودہ سے کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ اور ایسی صورت میں اس کی پوری چھوڑ ذرا سی جھوٹی مخالفت کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی:۔

علاوہ ازیں جبکہ ان قوانین کی مخالفت نہیں کی جاتی۔ بلکہ انہیں لوگوں کو ایذا رسانی سے بچانے کے لیئے ضروری سمجھا جاتا ہے اور جن سے ان تمام جرائم کا انسداد کیا جا سکتا ہے۔ جن کا اس مسودہ قانون میں ایذا رسانی کی تعریف میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ تو اس کی مخالفت اور پوری مخالفت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی:۔

پکٹنگ کے خلاف قانون کی ضرورت

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ پہلے قوانین میں پکٹنگ کے ذریعہ ایذا رسانی کا ارتکاب کرنے والوں اور پبلک کے بروئے قانون جائز اشتمال میں روکاوٹ پیدا کرنے والوں کے لیئے کوئی مؤثر قانون موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں سیالکوٹ کے ہندو سشن جج نے جو فیصلہ کیا تھا۔ اور جس کا ذکر کانگرسی اخبارات نے بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ کیا تھا۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ سشن جج موصوف نے ایک فیصلہ کے دوران میں لکھا تھا۔ کہ پکٹنگ کرنا کوئی جرم نہیں۔ اور قریباً بیس والنٹیروں کا جنہیں پکٹنگ آرڈی ننس کے ماتحت مختلف میعاد قید کی سزائیں دی گئی تھیں۔ اپیل منظور کرتے ہوئے رہا کر دیا تھا:۔

اگر اس بارے میں کوئی صاف اور واضح قانون ہوتا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ سشن جج پکٹنگ کرنے والوں کو مجرم قرار نہ دیتا۔ اور اس طرح صاف بری کر دیتا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس بارے میں ایک واضح قانون کی ضرورت ہے۔ اور پنجاب کونسل کے قابل ممبروں کا فرض ہے۔ کہ پیش ہونے والے مسودہ کی پوری طرح تائید کریں۔ تاکہ یہ قانون نافذ ہو کر ان فرقہ وارانہ مناقشات کا سد باب کر سکے۔ جو پکٹنگ کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور صُوبہ کے امن و امان کو برباد کرنے والے ہیں:۔

کشمیر میں پھر تشدد کا دَور دورہ

مسلمانانِ کشمیر کے محبوب ترین راہ نما شیخ محمد عبد اللہ صاحب کا جو تار بخدمت مہاراجہ صاحب گزشتہ سے پیوستہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں جہاں انہوں نے رگولیشن ۱۲ سمت ۱۹۸۸ء کے نفاذ کی منسوخی کا مطالبہ کیا تھا۔ وہاں صاف اور واضح الفاظ میں یہ بھی اطمینان دلا دیا تھا۔ کہ

"ہم دل سے امن پسند ہیں۔ اور ملک کے قوانین کی خلاف ورزی کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ اگر یہ غیر معمولی رگولیشن سول نافرمانی کی تحریک یا عدم ادائے محاصل کی مہم کا مقابلہ کرنے کے لیئے نافذ کیا گیا ہے۔ تو اس کا اطلاق صرف انہی امور پر ہونا چاہیئے تھا۔ اور نظامِ حکومت کی تعمیری اصلاح کے متعلق کسی قسم کی نکتہ چینی اس کے دائرہ میں نہ آنی چاہیئے تھی"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر نہ تو ریاست کے کسی قانون کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ عدم ادائے محاصل کی تحریک کے مؤید ہیں۔ ان حالات میں رگولیشن کا نفاذ سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ کہ مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق تحقیقات کرنے کے لیئے جو کمیشن مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے کام کو بے نتیجہ بنا دیا جائے۔ اور عوام میں اشتعال پیدا کر کے پھر تشدد شروع کر دیا جائے:۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مہاراجہ بہادر نے مسلمانانِ کشمیر کے نمائندہ کی آواز پر جس میں حکومت کی بہتری کو بھی ملحوظ رکھا گیا تھا۔ قطعاً توجہ نہیں کی اور نہ صرف رگولیشن کو منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ مفتی ضیاء الدین صاحب کو جبراً جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ اور شیخ محمد عبد اللہ صاحب اور بعض دوسرے لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے:۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علاقہ جموں میں جس سرعت کے ساتھ بے چینی اور بے اطمینانی پھیل رہی ہے۔ ریاست اس کی بھی کوئی پرواہ نہ کرتی ہوئی کشمیر میں پھر تشدد کی حکمت عملی پر کاربند ہو رہی ہے۔ حالانکہ اس کے سامنے کئی بار کے پہلے تجربے موجود ہیں۔ اور ان سے اسے سبق حاصل کرنا چاہیئے تھا۔ اب بھی اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کو تشدد کے ذریعہ قطعاً خاموش نہیں کرایا جا سکتا۔ بلکہ اس طرح وُہ اور زیادہ زور کے ساتھ اپنے مطالبات پیش کریں گے۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں گے۔ جب تک انہیں انسانی حقوق حاصل نہ ہو جائیں:۔

مُسلمانوں کے حقوق سے حکومت کی بے التفاتی

لکھنؤ میں مسلمان لیڈروں کی حال میں جو کانفرنس زیر صدارت مولانا حسرت موہانی منعقد ہوئی ہے اس میں حسب ذیل نہایت ضروری قرارداد پاس کی گئی ہے:۔

"چونکہ گول میز کانفرنس اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہی ہے اور برطانوی وزیراعظم کا اعلان مسلمانان ہند کے لیئے قطعی غیر اطمینان بخش ہے۔ اس لیئے اس کانفرنس کی زبردست رائے ہے۔ کہ اگر گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں مقرر کردہ مختلف کمیٹیوں کے کام شروع ہونے سے پہلے حکومت نے مسلمانانِ ہند کے مطالبات کی تکمیل کے متعلق واضح اعلان نہ کیا۔ تو مسلمان گول میز کانفرنس کی مختلف کمیٹیوں کا مقاطعہ کرنے پر مجبور ہونگے"۔

تعجب ہے۔ کہ حکومت ہند مسلمانوں میں اپنے حقوق اور مطالبات کے متعلق سخت بے چینی دیکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے۔ کہ مسلمان بحیثیت قوم اس وقت تک حکومت سے تعاون کی پالیسی پر کاربند چلے آ رہے ہیں۔ یا تو بالکل خموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ یا ایسے الفاظ میں کوئی بات کہتی ہے۔ جو قطعاً مطمئن نہیں کر سکتے۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ گورنمنٹ دُور اندیشی سے کام لے کر مسلمانوں کو اطمینان دلا دے۔ تاکہ انہیں دستوری کمیٹیوں سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ اور گورنمنٹ کیلئے کے لیئے جو تعمیری کارروائی کرنا چاہتی ہے۔ اس میں اسے سہولت اور مسلمانوں کی امداد حاصل ہو سکے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسلمانانِ کشمیر کی مال اور دعا سے مدد کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ آپ نہایت ہی مخیر وجود تھے۔ اور

صدقہ و خیرات

کی طرف بہت توجہ کیا کرتے تھے۔ خصوصاً رمضان کے ایام میں آپؐ صدقہ و خیرات میں بہت ہی زیادہ حصہ لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ کہ رمضان میں آپ کا صدقہ و خیرات اپنی تیزی میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا وہ رسولؐ جو

دنیا کے لئے اسوہ و نمونہ

بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور اپنی پیدائش سے قبل ہی مقبول تھا۔ بلکہ دنیا کی پیدائش کا مقصود تھا۔ اس بات کا محتاج تھا۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی رضاء

کے حصول کے لئے آگے بڑھ کر قدم مارے۔ تو ہم لوگ جو ہزارہا عیوب اور نقائص رکھتے ہیں۔ کس حد تک اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کے مواقع کو ہاتھ سے جانے دیں۔ اس امر کا ہم میں سے ہر ایک کو اندازہ کرنا چاہیئے۔ اسلام نے اس بات کا حکم نہیں دیا۔ کہ کوئی انسان دولت کمائے نہیں۔ یا اچھا کھانا نہ کھائے۔ یا عمدہ کپڑا نہ پہنے۔ لیکن اس بات کا دروازہ ضرور کھول دیا ہے۔ کہ اگر کوئی انسان

خدا تعالیٰ کا قرب

حاصل کرنا چاہے۔ تو وہ قربانیوں کے ذریعہ ہی حاصل کر سکتا ہے حدیث میں آتا ہے۔ کہ انسان نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ایسے بندہ کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ چلتا ہے میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک قدم میری طرف آتا ہے۔ تو میں ایک گز اس کی جانب بڑھتا ہوں۔ اور انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا

کامل اتحاد

ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ مگر وہ مادی کانوں کا محتاج نہیں۔ وہ دیکھتا ہے۔ مگر مادی آنکھوں کا محتاج نہیں۔ وہ وراء الوریٰ ہستی ہے۔ اور اس کا انسان کے

ہاتھ بننے کے معنے

یہ ہیں۔ کہ ایسا انسان جب اپنے ہاتھوں سے کام کرنے لگتا ہے تو

اللہ تعالیٰ کے تصرّف کے ماتحت

کام شروع کرتا ہے۔ اور اس کی حفاظت اور نصرت اس کے ساتھ ہوتی ہے

پاؤں بننے کے معنے

یہ ہیں۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی توجہ پر دنیا میں برکات کا نزول ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس بندہ کی آمد و رفت سے بھی برکاتِ الٰہی وابستہ ہوتی ہیں

آنکھیں بننے کے معنے

یہ ہیں۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ جس کی طرف محبت و پیار کی نظر ڈالتا ہے۔ اسے معزز و مقبول بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اس انسان کی آنکھوں میں وہی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جس طرف نگاہ کرے۔ خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں

ہم

آج کل

رمضان میں سے گزر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے ہمارے لئے بھی کھل سکتے ہیں۔ اگر ہم کوشش کریں۔ ہم میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا کی ہے۔ وہ خود بھی آرام و آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ اور دس بیس اور کو بھی رکھ سکتے ہیں۔ پھر ہم میں وہ بھی ہیں۔ جو صرف اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ ہی بخوبی پال سکتے ہیں۔ اور وہ بھی ہیں۔ جو فاقے کرتے ہیں۔ لیکن

ہر ایک تکلیف

جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے یا انسان کی سستی سے پیدا ہوتی ہے۔ یا دوسروں کے ہاتھوں پہنچتی ہے۔ اس پر صبر و شکر کرنے سے اتنا ثواب نہیں ہوتا۔ جتنا اس تکلیف کا جو انسان خود اپنے نفس پر وارد کرتا ہے۔ ایک انسان جسے ایک ہی وقت کھانے کو ملتا ہے۔ وہ اس سے اتنا قربِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ جتنا وہ شخص جسے دونوں وقت کھانا میسر آتا ہے۔ مگر ایک وقت کا خود اپنی مرضی سے نہیں کھاتا۔ بلکہ کسی مسکین کو دے دیتا ہے۔ پہلے نے بھی سات دنوں میں صرف سات بار کھانا کھایا۔ اور دوسرے نے بھی۔ مگر پہلا ثواب کا اتنا مستحق نہیں ہو سکتا جتنا دوسرا۔ کیونکہ اس نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ لیکن پہلے نے مجبوری سے۔ بے شک

مجبوری کے ماتحت

تکلیف اٹھانے والا بھی ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے اور شرائط ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے

صبر کا مقام

رکھا ہے لیکن صبر کے وہ معنے نہیں۔ جو ہمارے ملک میں عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ ہیں۔ جو اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے بیان کئے تھے۔ اگر انسان یہ بات حاصل کر لے۔ تو وہی ابتلاء اور مصیبت اس کے لئے

ترقی درجات کا موجب

ہو سکتی ہے ؎

اس وقت ایک قوم ہے۔ جو خصوصیت کے ساتھ ان دنوں میں دنیا کے سامنے آ رہی ہے۔ اور میں خراب کی بناء پر اس کے متعلق

جماعت کو تحریک

کرتا ہوں۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ

خدا تعالےٰ کا منشاء

یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اسے اٹھائے۔ تمام انسان اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی خاص قوم کو ہمیشہ کے لئے وہ ذلت میں پڑا رہنے دے۔ بلکہ۔ ایک قوم اگر خود گرتی ہے۔ اور اٹھنا نہیں چاہتی۔ تو بھی ایک وقت

خدا تعالےٰ کا فضل

ضرور اسے آکر اٹھاتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے۔ تو صرف انہی قوموں کو اٹھاتا ہے۔ جو خود ترقی کرنا چاہتی ہیں۔ مگر یہ رحیمیت کی صفت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور کبھی

رحمانیت کا دور

آتا ہے۔ اس وقت ایسی اقوام کو بھی جو اپنی ذلت پر رضامند ہو چکی ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ ابھارتا ہے۔ پہلے چوہڑے چمار، سانسی وغیرہ اقوام کے لوگوں کو نصیحت کی جاتی۔ اور ترقی کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی۔ تو وہ کہتے تھے۔ کہ ہمیں خدا نے ایسا ہی بنایا ہے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ اور زیادہ دن نہیں گزریں گے۔ کہ

خدا تعالےٰ کا ہاتھ

انہیں اٹھائے گا۔ اور وہ اسقدر آگے بڑھیں گے۔ کہ ممکن ہے۔ غرور میں آکر دوسروں کو بھی دبانے کی کوشش شروع کر دیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ

کشمیری قوم

کو بھی اٹھانا چاہتا ہے۔ یہ انسانی کام معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا ہی یہ منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قوم کو ترقی دے۔ اس وقت میں ان دنیوی ذرائع اور سامانوں کا ذکر نہیں کروں گا۔ جو اللہ تعالےٰ نے کشمیریوں کو ترقی دینے اور بڑھانے کے لئے مہیا کر دیئے ہیں بلکہ جماعت کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض روحانی امور بیان کرتا ہوں۔

مسئلہ کشمیر کے متعلق کئی لوگوں کو ایسی رویا دکھائی گئی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہتا ہے۔ میں نے خود بھی

خواب

دیکھا ہے۔ کہ ایک مجلس ہے۔ جس میں بہت سے معززین جمع ہیں۔ میں ان کے سامنے کشمیر کے حالات بیان کر رہا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ حالات امید افزا ہیں۔ اور درمیانی روکیں کوئی ایسی روکیں نہیں۔ اور انہیں تحریک کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ اگر کچھ رقم خرچ کریں۔ تو آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ پھر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تحریک کے ساتھ ہی ان لوگوں میں حرکت شروع ہوئی۔ اور حاضرین ایک دوسرے کے کان میں باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک کاغذ پھرایا جانے لگا۔ گویا وہ چندہ کرنے لگے ہیں۔ میں نے اس کی

تعبیر

یہ بھی ہے۔ کہ بعض اوقات جو مایوسی کی گھڑیاں آتی ہیں۔ وہ حقیقی نہیں۔ بلکہ درمیانی روکیں ہیں۔ اور مسلمان اگر مالی قربانی کریں۔ تو یہ کام ہو سکتا ہے۔

ایک اور دوست

یعنی مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے پرسوں ایک خط اور کچھ رقم ارسال کی۔ اور لکھا۔ کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ چندہ خاص ادا کرنے کی برکت سے خدا تعالےٰ نے توفیق دی۔ کہ میں نے اپنے بچہ کے داخلہ کے لئے جو اس وقت کالج میں پڑھتا ہے۔ کچھ رقم جمع کر لی ہے۔ آپ نے مجھے کہا۔ لاؤ وہ رقم

کشمیر کے لئے

دیدو۔ چنانچہ انہوں نے اس خواب کو پورا کرنے کے لئے مبلغ ایکسو پندرہ روپیہ جو انہوں نے جمع کئے تھے۔ مجھے کشمیر کے لئے بھیج دیئے ہیں۔ اور بھی

بعض روحانی امور

ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اسوقت ثواب حاصل کرنیکے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کشمیریوں کی امداد کرنا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا کام پیدا کر دیا ہے۔ جس سے وہ اپنے بندوں کو

ثواب کا موقعہ

دینا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف مہینہ بھی وہ ہے۔ جو خاص طور پر ثواب حاصل کرنے کا ہے۔ تو میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں:

یہ اتنا آسان کام ہے۔ کہ اس سے زیادہ آسان اور کوئی قومی کام نہیں۔ کہتے ہیں محمود غزنوی نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو

دو دو روپیہ میں غلام

بکے تھے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایک روپیہ بلکہ ایک روپیہ سے بھی بہت کم میں کشمیر کے غلاموں کو آزاد کرایا جا سکتا ہے۔ وہاں کی آبادی تیس لاکھ ہے۔ اور میرا اندازہ ہے۔ کہ ان کی آزادی کی تحریک

دو۔ تین لاکھ روپیہ میں

بھی پایہ تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ الٰہی سامان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انسان ان کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات تو مشکلات کے پہاڑ نظر آتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح اڑا دیتا ہے گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ بعض اوقات وہاں کے کارکنوں میں ایسی لڑائیاں اور تفرقے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اب یہ کام تباہ ہو جائیگا مگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے یا تو تفرقوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور یا تفرقہ پیدا کرنیوالوں کی عزت کو مٹا دیتا ہے جس سے صاف نظر آتا ہے کہ

خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت

اس تحریک کے ساتھ ہے۔ باوجودیکہ ہندوؤں نے اسے مذہبی رنگ دینا چاہا۔ اور

ہندو مسلم سوال

بنا کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر بعض اوقات سخت مخالف ہندو بھی اس کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اب کشمیر و جموں کے ہندوؤں میں بھی یہ رو پیدا ہو رہی ہے۔ کہ یہ تحریک ہمارے لئے بھی فائدہ کا موجب ہے۔ اور ان سامانوں کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کام کو کرنا چاہتا ہے۔ بندے جو اس میں مدد دیں گے۔ وہ

مفت میں ثواب

حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اور اس کے لئے قربانیاں بھی کوئی بہت زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے لئے جو قربانیاں کی گئی ہیں۔ اس سے دسویں حصہ میں کشمیر کے مسلمان آزاد ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ریاست بھی پورا زور لگائے گی۔ کیونکہ کون ہے۔ جو آسانی سے اپنے غلاموں کو آزاد کرنا پسند کرے۔ اس کی طرف سے سازشیں کی جائیں گی۔ کشمیر میں اور یہاں بھی تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور پورا زور لگایا جائے گا۔ اور لگایا جا رہا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اسے کامیابی نہیں ہوگی۔ مجھے چونکہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر

ہونیکی وجہ سے ہر قسم کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ اس لئے ان کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ریاست کی طرف سے پانی کی طرح روپیہ بہانے اور افسروں کے رات دن لگے رہنے کے باوجود بھی کام نہیں چلے گا۔ اگر ظاہر میں ہمیں ایک ناکامی ہوتی ہے۔ تو باطن میں دو کامیابیاں بھی اللہ تعالےٰ دے دیتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوست جنہیں ہر وقت

ثواب حاصل کرنیکا خیال

رہتا ہے۔ ان کے لئے یہ بھی ایک موقعہ ہے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ میرے دل میں اس کے لئے تحریک ہو رہی ہے۔ اور جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ اس کی طرف سے جو تحریک ہو۔ وہ

بیعت کرنے والے کے لئے

زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے۔ میرے علاوہ بعض دوسرے دوستوں کو بھی خواب کے ذریعہ سے تحریکیں ہو رہی ہیں۔ کئی نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ سیاسی کام ہے۔ حالانکہ یہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ غلاموں کی آزادی قرآن کریم نے مذہبی کام قرار دیا ہے۔ کئی جرائم کی سزا کے طور پر غلاموں کی آزادی رکھی ہے۔ اور جس شخص نے ایک بار بھی کشمیر کو دیکھا ہے وہ ریاست کے تمام دعاوی اور جھوٹے پروپیگنڈا کے باوجود یہ ماننے پر مجبور ہوگا۔ کہ

78

کشمیر کے مسلمان یقیناً غلام ہیں

اور ان کی حالت دیکھنے کے بعد بھی جو یہ کہتا ہے۔ کہ ان کو کسی قسم کے انسانی حقوق حاصل ہیں۔ وہ یا تو پاگل ہے۔ اور یا اول درجہ کا جھوٹا اور مکار۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بہترین دماغ دئے ہیں۔ اور ان کے ملک کو دنیا کی جنت بنایا ہے۔ مگر ظالموں نے بہترین دماغوں کو جانوروں سے بدتر اور انسانی ہاتھوں نے اس بہشت کو دوزخ بنا دیا ہے لیکن

خدا تعالیٰ کی غیرت

نہیں چاہتی۔ کہ خوبصورت پھول کو کانٹا بنا دیا جائے۔ اس لئے وہ اب چاہتا ہے۔ کہ جسے اس نے پھول بنایا ہے وہ پھول ہی رہے اور کوئی ریاست اور حکومت اسے کانٹا نہیں بنا سکتی۔ روپیہ۔ چالاکی۔ مخفی تدبیریں اور پروپیگنڈا کسی ذریعہ سے بھی اسے کانٹا نہیں بنایا جا سکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے اس لئے

کشمیر ضرور آزاد ہوگا

اور اس کے رہنے والوں کو ضرور ترقی کا موقع دیا جائیگا اگر تم اس میں حصہ لوگے تو گو بظاہر اس

بڑھیا کی مثال

ہوگی۔ جس کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے۔ کہ وہ سوت کی انٹی لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے گئی تھی۔ لیکن ساتھ ہی یہ مت خیال کرو۔ تمہارا حصہ بہت تھوڑا ہے۔ ممکن ہے۔ تمہارا پیسہ یا دھیلہ یا دمڑی ہی اس کی آزادی کا موجب ہو جائے۔ اور اگرچہ دنیا کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہ ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہو۔ کہ اگر وہ دمڑی خرچ نہ کی جاتی۔ تو یہ ملک آزاد نہ ہو سکتا۔

دوسری چیز

دعا

ہے۔ میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ رمضان کی دعاؤں میں

کشمیر کی آزادی

کو بھی شامل رکھیں۔ اگر ہمارے پاس ریاست کے مقابلہ میں روپیہ نہیں۔ آدمی نہیں۔ فوجیں نہیں۔ اور دوسرے دنیوی اسباب نہیں۔ تو کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس وہ ہتھیار ہے۔ جو دنیا کے سارے بادشاہوں کے پاس نہیں۔ اور جس سے تمام حکومتوں کی متحدہ طاقتوں کو بھی شکست دی جا سکتی ہے اور

وہ دعا ہے

پرانے زمانہ میں جب مسلمانوں کے اندر خرابیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ تو ایک بزرگ تھے۔ جن کے ہمسایہ میں ایک امیر رہتا تھا۔ اس کے ہاں رات کے وقت گانا بجانا ہوتا تھا۔ اور اس سے ہمسایوں کو تکلیف ہوتی تھی ان کی اس تکلیف کو دیکھ کر اور آوارگی کی اس روح کو روکنے کے لئے اس بزرگ نے کہا۔ اگر کوئی اور اسے نہیں روکتا۔ تو ہم روکتے ہیں۔ وہ گئے۔ اور گانے والوں کو روک دیا۔ اس پر امیر نے دریافت کیا۔ کہ خاموشی کیوں ہوگئی ہے انہوں نے کہا۔ فلاں شخص روکتا ہے۔ اس نے بزرگ سے دریافت کیا۔ کہ تم کیوں روکتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اہل محلہ کو تکلیف ہوتی ہے اس نے کہا تم نہیں جانتے۔ میں بادشاہ کا درباری ہوں۔ اگر تم لوگ میرا مقابلہ کروگے۔ تو میں شاہی سپاہی بلاؤں گا۔ اس بزرگ نے کہا۔ بے شک تم سپاہی لے آؤ۔ ہم بھی مقابلہ کریں گے۔ اس نے پوچھا تم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو۔ آپ نے جواب دیا۔ میں سپاہیوں سے نہیں بلکہ

سہام اللیل

(رات کے تیروں) سے مقابلہ کروں گا۔ اس بات کا امیر پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ فوراً ہی اس کے دل کی حالت بدل گئی۔ اور اس نے کہا۔

رات کے تیروں کا

میں واقعی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور باز آتا ہوں۔ سو اگر تم اس مالی خدمت کے علاوہ جو کر سکتے ہو۔ سہام اللیل بھی چلاؤ۔ اور دعائیں کرو۔ اور اگر مالی امداد نہیں کر سکتے تو صرف دعائیں ہی کرو تو یہ مدد۔

معمولی مدد نہیں

دنیا چاہے اسے ذلیل سمجھے لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت گراں قدر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

یتیم کو دکھ نہ دو

اس کی دعا عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے۔ کاش مہاراجہ کشمیر کو کوئی بتائے۔ کہ

تیس لاکھ مظلوموں کی آہیں

آپ کے خلاف اٹھ رہی ہیں۔ جن سے عرش الٰہی کانپ رہا ہے جس کے مقابلہ میں آپ کی مہاراجگی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور اگر آپ ان مظلوموں کی آہوں کو دعاؤں سے نہیں بدل لیں گے۔ تو

خدا تعالیٰ کے عذاب میں

مبتلا ہوں گے۔ اور آپ کی طاقت یا انگریزوں کی امداد آپ کے کام نہیں آئیگی۔ جو لوگ ان کو مسلمانوں کے حقوق دینے سے روک رہے ہیں۔ وہ ان کے دشمن ہیں کاش وہ اپنی جان اور اپنے خاندان پر رحم کریں۔ اور آسمانی تیروں سے ڈر کر تیس لاکھ انسانوں کو آزاد کر دیں۔ تا

اللہ تعالیٰ کی گرفت

سے بچ جائیں اور اس کے فضلوں کے وارث ہو سکیں مگر شاید ان کے کان میں یہ بات ڈالنے والا کوئی نہیں۔ افسوس کہ وہ اموال اور اشیاء جو خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے دی تھیں۔ کہ

بنی نوع کی خدمت

کر سکے۔ اور ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب اور رحمت حاصل کرے۔ انہیں وہ بہت بڑی چیز سمجھ کر کسی کی پرواہ ہی نہیں کرتا ان کے ذریعہ سب کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتا ہے گویا وہ چیز جو اس لئے عطا ہوئی تھی۔ کہ انسان کو جنت میں لے جائے۔ اسے دوزخ میں گرا دیتی ہے۔ حکومت ہاتھ میں ہونے سے دماغ پھر جاتے ہیں۔ فوج اور خدام مغرور بنا دیتے ہیں۔ اور کوئی نہیں سمجھتا۔ کہ یہ سب کچھ

غریبوں کی مدد کیلئے

عطا ہوا ہے۔ نہ کہ ان کے حقوق غصب کرنے کے لئے۔ خدا تعالیٰ کی یہ نعمتیں حاصل ہونے کے بعد سمجھا جاتا ہے کہ لوگوں کا فرض ہے ہماری خدمت کریں۔ لیکن یاد رکھیں۔ اس طرح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامیابی

خدمت اور قربانی میں

ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ متواتر مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ میں تم کو آزمائش میں ڈالنے والا ہوں۔ اور تمہیں حکومت دے کر دیکھوں گا۔ کہ کس طرح عمل کرتے ہو۔ اور

پچھلی قوموں سے نصیحت

حاصل کرنے کی متواتر نصیحت کرتا ہے خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ گرے ہوؤں کی مدد کر کے وہ ان کو بڑھاتا ہے۔ اسی وجہ سے مجھے یقین ہے۔ کہ خدا تعالیٰ

مہاراجہ صاحب کشمیر

کے دل میں ضرور رحم ڈالیگا۔ اور وہ اپنے ملک کے مسلمانوں کو وہ انسانی حقوق دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ جن کے بغیر زندگی مشکل ہے۔ اور یا پھر ان کے ہاتھ خود ہی باندھے جائیں گے اور ان کی طاقت کمزور کر دی جائیگی۔

انگریزی حکومت

نے بھی مہاراجہ کشمیر کی تائید میں بعض آرڈیننس جاری کئے ہیں۔ بعض نادان شاید خیال کرتے ہوں۔ کہ اس طرح یہ تحریک کچلی جائیگی۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے۔ جو کام میرے یا کسی اور شخص کے ذریعہ ہو رہا ہو۔ وہ تو رکا

جاسکتا ہے۔ لیکن جیسے خدا تعالیٰ کرنا چاہے۔ اسے کسی شخص کو قید و بند میں ڈالنے بلکہ جان سے مار دینے سے بھی نہیں بند کیا جاسکتا۔ پس

اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو

اور دوسروں کو بھی دعائیں کرنیکی ترغیب دو۔ کیونکہ دعائیں سننے میں اللہ تعالیٰ کسی کا خیال نہیں کرتا۔ بلکہ عیسائی۔ یہودی۔ ہندو رسب کی دعائیں سنتا ہے۔ اہیں شک نہیں کہ بعض نعمتیں ایمان سے مخصوص ہیں۔ مگر اکثر غیر مخصوص ہیں۔ اور اس کی رحمت کا فرمومن سب کو ڈھانپ لیتی ہے۔ کوئی حکومت ایسا آرڈی نینس جاری نہیں کرسکتی۔ کہ دعا نہ کرو۔ اور کوئی حکومت خدا کے فضل کو روک نہیں سکتی۔ حکومت اس سے تو روک سکتی ہے۔ کہ

مظلوموں کی حمایت

میں مضمون نہ لکھے جائیں۔ جلسے نہ کئے جائیں۔ جتھے نہ بنائے جائیں۔ تقریریں نہ کی جائیں۔ چندے نہ جمع کئے جائیں۔ لیکن تمہاری دعاؤں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کے لئے تو زبان بھی ہلانے کی ضرورت نہیں۔

ایک دکھیا دل

جب خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاتا ہے۔ تو اس کی دعا ختم ہوجاتی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے۔ تو کوئی طاقت کچھ نہیں کرسکتی۔ انگریزی حکومت کے پاس سامان جنگ۔ افواج۔ اسلحہ سب کچھ ہیں۔ لیکن

مالی مشکلات

میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پکڑا ہے۔ کہ سب حیران ہیں چند دنوں میں ہی پونڈ کی قیمت ایسی گری ہے۔ کہ چار پانچ ماہ کے عرصہ میں دنیا کی

بہترین مالدار قوم کی حالت

دیوالیوں کی سی ہوگئی ہے۔ یہ ایک نشان ہے۔ تمہارے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو

دنیوی سامانوں پر تکیہ

کرتا ہے۔ در اصل کمزور ہی ہے۔ جسے خدا کمزور کردے۔ اور طاقتور وہی ہے جسے خدا تعالیٰ طاقتور بنادے۔ پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ دعاؤں کے ذریعہ بھی مدد کرو۔ اور مالی و تبلیغی طور پر بھی ہر دل جس میں کشمیر کے مظلوموں کے لئے تم درد پیدا کرتے ہو۔ وہ بھی خدمت ہے۔ اس لئے باہر کی جماعتوں کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اس مسئلہ کی طرف ابھی ان کی توجہ اتنی نہیں۔ جتنی کہ چاہیئے۔ اس لئے ہر ایک جماعت اور شخص جس تک میری آواز پہنچے رمضان

کے دنوں میں خصوصیت کے ساتھ اور بعد میں بھی اس طرف توجہ کرے۔ ہر گاؤں میں

چندہ جمع کیا جائے

اور ہفتہ میں ہر روز مٹھی بھر آٹا ہی اس کام کے لئے علیحدہ کر دیا جائے۔ ہندوستان میں قریباً ساٹھ ہزار قصبے ہیں۔ اور اگر ان میں سے صرف بیس ہزار قصبوں میں مسلمان رہتے ہوں اور یہ بیس ہزار قصبے صرف ایک آنہ ماہوار کی رقم جمع کریں۔ تو بھی ہر مہینہ میں سوا ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ یہ خیال مت کرو۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ یہ تمہارا کام ہے۔ کہ جاؤ اور جاکر انہیں متوجہ کرو۔

کشمیر کے مسلمان

احمدی نہیں ہیں۔ کہ کوئی ہم پر اعتراض کرسکے۔ یہ

غلام قوم کی آزادی

کا سوال ہے۔ اس کے لئے کسی سے مانگنے اور تحریک کرنے میں کوئی شرم نہیں۔ ایک دو۔ تین چار دن بلکہ اس وقت تک جاؤ۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ ان غلاموں کو آزاد کرا دے۔ ویسے غلام تو اس زمانہ میں نہیں ہیں۔ جو پہلے ہوا کرتے تھے۔ ان کو تو یورپ نے آزاد کرا دیا۔ اب یہی غلام باقی ہیں جو نام کے طور پر آزاد ہیں لیکن

عملاً غلام

ہیں۔ ان کو آزادی دلانے کے لئے ہمیں بھی ثواب کا ایک موقعہ حاصل ہے۔ پس جہاں جہاں بھی کوئی احمدی ہے خواہ جماعت کی صورت میں خواہ اکیلا۔ میں پھر اسے متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اس

عظیم الشان کام

سے غفلت نہ کرے۔ یہ ثواب حاصل کرنیکا بہترین موقعہ ہے۔ اور جو اس وقت غفلت کرتا ہے۔ وہ اپنی عمر کا بہترین موقعہ ضائع کرتا ہے۔ ان کے لئے چندہ جمع کرو۔ ان کے متعلق لوگوں کے اندر ہمدردی پیدا کرو۔ یہاں تک کہ بچہ بچہ ان کی مظلومیت سے آگاہ ہوجائے۔ اور

ہر دل میں

ان کے لئے ہمدردی پیدا ہو جائے۔ بڑے بڑے شہر مثلاً بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی وغیرہ کے مالدار لوگ اگر اپنی زکوٰۃ بھی دیں تو بھی بہت کام ہو سکتا ہے۔ تم گھر بیٹھے ہی یہ خیال مت کرو۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ جب تک کوئی شخص ہر گھر اور دکان پر نہیں جاتا۔ اور گھر بیٹھے ہی خیال کرلیتا ہے کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ وہ نادان ہے۔ اور خود اپنے نفس کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ اور خدا کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔

بڑے شہروں کے احمدیوں کو چاہیئے

کہ وفد بنا کر ہر دوکان پر جائیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً برکت دیگا۔ پس رمضان کے دنوں میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تیز ہوا سے بڑھ کر

صدقہ کرتے تھے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ اس کام میں توجہ کریں۔ تا اللہ تعالیٰ ان کو اس کے ثواب میں حصہ دار بنائے۔ کیونکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنا چاہتا ہے۔ اور ہمارے لئے

محنت میں اجر

حاصل کرنے کا موقعہ ہے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ

احرار کی فتنہ انگیزیاں

ہمارے خلاف تعصب پیدا کررہی ہیں۔ کیونکہ اکثر لوگ دنیا میں عقل سے کام لیتے اور اپنے نفع و نقصان کو سمجھتے ہیں۔ خود کشمیر میں بہت زیادہ تعصب تھا۔ مگر اس کام میں تو نوے فی صدی لوگ ہیں۔ جو کسی قسم کے تعصب کا اظہار نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ اپنے نفع کو خوب سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ خیال مت کرو۔ کہ تعصب ہے۔ بلکہ جن کے دلوں میں تعصب ہے ان کو بھی تم اپنا ہم خیال بناسکتے ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اکثر لوگ ایسے ہیں۔ جن میں تعصب نہیں۔ صرف سستی ہے۔ کیونکہ عام انسان چاہتے ہیں۔ قربانی سے بچ جائیں۔ اس لئے ممکن ہے بعض تمہاری

احمدیت کو بہانہ بناکر

قربانی سے بچنا چاہیں۔ لیکن اگر انہیں بار بار سمجھایا جائے۔ تو وہ بھی مان جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام

نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق

عطا فرمائے۔ اور اپنی رضاء کے حصول کے مواقع بہم پہونچائے۔ اس مظلوم ملک کی بھی امداد کرے۔ اور ہمیں بھی توفیق دے۔ کہ ان کی غلامی کو آزادی سے تبدیل کرنے کے لئے کوشش کریں۔ اور اس طرح غلاموں کو آزاد کرانے کی نیکی سے محروم نہ رہیں

ضروری اطلاع

احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ اس خطبہ کو ہر ایک احمدی تک پہنچائیں۔ اور جو خود نہ پڑھ سکتے ہوں انہیں پڑھ کر سنائیں۔ نیز اس کے مطابق فوراً عمل شروع کردیں۔

76

ریاست جے پور اور جودھپور کے مسلمانوں کی حالتِ زار

سانبھر لیک جو نمک کے کارخانوں کی وجہ سے بہت مشہور جگہ ہے۔ ریاست جے پور اور جودھپور کی زیر حکومت ہے ان ریاستوں کی طرف سے یہاں یہ قانون ہے کہ سانبھر اور تمام علاقہ میں پبلک لیکچر بغیر اجازت نہیں دیئے جاسکتے۔ مگر حال ہی میں آریہ سماجیوں کو خاطر خواہ لیکچروں کی اجازت دی گئی کہ پبلک لیکچر کرائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک کانگرسی مہاشے بھائی لیکچرار کو بلاکر متواتر پبلک لیکچر کرائے جن میں جی بھر کر انگریزی حکومت شاہان اسلام اور مذہب اسلام اور مسلمانوں پر نہایت کمینہ حملے کئے ان فتنہ انگیز لیکچروں سے جو مسلمانوں کے لئے نہایت دل آزار تھے ان کے جذبات میں ہیجان پیدا ہوگیا اور سناتن دھرمی ہندو بھی مشتعل ہوگئے یہ حالات دیکھ کر مسلمانوں کی طرف سے ماسٹر حبیب الرحمٰن خاں صاحب نے حکومت میں اس مضمون کی درخواست پیش کی کہ چونکہ آریہ سماج سانبھر کی طرف سے نہایت دل آزار پبلک لیکچر دلائے گئے ہیں (غیر پبلک لیکچر ابھی تک دلائے جا رہے ہیں) جن کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں نیز ان کے بزرگوں اور ان کے مذہب کے متعلق دیدہ دانستہ غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں اس لئے مجھے بھی پبلک لیکچروں کی اجازت دی جائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا گیا کہ میرے لیکچروں میں کوئی ایسی بات نہ ہوگی جو کسی کی دل آزاری کا باعث ہو بلکہ معقولیت اور متانت کے ساتھ آریہ کانگرسی لیکچرار کے اعتراضات کے جواب دیئے جائیں گے۔ اور پبلک سے محبت و آشتی سے رہنے کی تلقین کی جائیگی۔

جب مسلمانوں کے لیکچرار کی اس درخواست کا پولیس کے اعلیٰ افسر نے کوئی جواب نہ دیا تو دوبارہ درخواست منتظم صاحب (مجسٹریٹ) کی خدمت میں پیش کی گئی مگر اس نے بھی اجازت دینے سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ چونکہ پبلک لیکچروں کی قانوناً ممانعت ہے اس لئے اجازت نہیں دی جاسکتی اس کے جواب میں منتظم صاحب (مجسٹریٹ) سے مسلمانوں کے نمائندہ لیکچرار نے بار بار کہا کہ اگر ممانعت ہے تو آریہ سماجیوں کو کیوں اجازت دی گئی مگر اس کا جواب مجسٹریٹ نے کچھ نہ دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ریاست کے قانون میں پبلک لیکچروں کی اجازت نہیں ہے تو آریہ سماج کو کیوں اجازت دی جاتی ہے اور مسلمانوں سے کیوں اس قانون کی پابندی کرائی گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کے تمام ذمہ دار حکام آریہ سماجی ہیں اس لئے آریہ سماج کے کانگرسی پرچارک کو تو اجازت دیدی گئی۔ کہ وہ جس طرح چاہے مسلمانوں کی دل آزاری کرے لیکن مسلمانوں کو جواب دینے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔

اس تازہ واقعہ نے مسلمانوں کے ان زخموں کو ہرا کرادیا جو جے پور اور جودھپور کی ریاستوں کے مسلم آزار رویہ سے ان کے دلوں میں موجود ہیں اور اگر حکام ریاست نے اپنے رویہ کو نہ بدلا اور مسلمانوں کو ان کے حقوق سے پہلے کی طرح ہی محروم رکھنے کی کوشش کی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک عام ہلچل مچ جائے گی اور جن ریاستوں نے مدت دراز سے مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے ان کے لئے بھی آرام کا سانس لینا محال ہو جائیگا۔ وقت ہے کہ یہ ریاستیں مسلمانوں پر تشدد کرنے سے باز آجائیں۔ (نامہ نگار)

مسلم لیگ کی کونسل کا تازہ اجلاس

دہلی ۲۵ جنوری۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس کی کارروائی جو لیگ کے دفتر واقع بلیماراں دہلی میں ۲۴ جنوری کو منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل ہے:۔

اس اجلاس میں کونسل کے مندرجہ ذیل ارکان شریک ہوئے

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب۔ صدر (۲) مولوی سر محمد یعقوب۔ نواب محمد ابراہیم خاں ایم ایل اے (۴) ڈاکٹر مفتی محمد صادق احمدی (۵) مولوی سید عبد الجبار اجمیری (۶) نواب زادہ خورشید علی خاں (۷) چودھری محمد شریف صاحب (۸) خواجہ گل محمد صاحب (۹) مولوی محمد عبد الوحید خاں (۱۰) حاجی رشید احمد صاحب (۱۱) خان صاحب ایس ایم عبد اللہ صاحب (۱۲) شمس العلما مولوی سید احمد صاحب (۱۳) نواب عزیز احمد خان صاحب (۱۴) محمد صدیق صاحب ملتانی (۱۵) مرزا اعجاز حسین صاحب

مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں

(۱) آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا یہ اجلاس آنریبل میاں سر محمد شفیع کی بے وقت اور افسوسناک وفات پر اپنے دلی غم کا اظہار کرتا ہے جنہوں نے لیگ کے سابق صدر اور بانی کی حیثیت میں مسلمانوں کی بیش بہا خدمت کی ہے۔ نیز یہ جلسہ مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا یہ اجلاس مسلمانوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے ضروری خیال کرتا ہے۔ کہ تمام دستوری کمیٹیوں میں مسلمانوں کی مناسب نمائندگی ہو۔ اور مسلمان نمائندے اپنے تمام مطالبات کے فوری منظور کئے جانے پر زور دیں

(۳) کونسل کا یہ اجلاس آئندہ یکشنبہ تک ملتوی کیا جائے۔ اور اس روز موجودہ سیاسی صورت حالات پر بحث ہو۔ کیونکہ فرنچائز کمیٹی کے امور تنقیح ابھی تک موصول نہیں ہوئے

دستخط محمد یعقوب۔ ایم ایل اے آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ

چوہدری شمشاد علی خاں صاحب مرحوم کے متعلق

حکومت بہار کا اعلان

پٹنہ ۲۲ جنوری۔ بہار اور اڑیسہ کی حکومت نے چوہدری شمشاد علی خاں مرحوم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پورنیا کی وفات کے متعلق حسب ذیل سرکاری اعلان شائع کیا ہے۔

مسٹر ایس اے خاں آئی سی ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پورنیا کی موت کے متعلق مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ۷ بجے شام شکار سے اپنے کیمپ کو جب واپس آئے تو ان کی رائفل اتفاقیہ چل گئی۔ گولی ان کی چھاتی میں بیٹھی۔ اور وہ اسی وقت فوت ہو گئے۔

حکومت کی ایک قرارداد میں مرحوم کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے جنگ عظیم کے دوران میں پنجابی بریگیڈ کے ساتھ اعلیٰ فوجی خدمات انجام دیں۔ ان کی ناگہانی موت سے صوبہ کا ایک تجربہ کار اور مستعد افسر ضائع ہو گیا۔ مرحوم نے بحران کے ضلع کا نازک وقت میں نہایت اعلیٰ انتظام کیا۔ پورنیا سے پیشتر آپ اسی ضلع میں متعین تھے۔ گورنر باجلاس کونسل نے ان کی اہلیہ اور پسماندگان خاندان کے ساتھ پورے اخلاص کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے۔

امریکہ کے ایک اخبار میں احمدی مبلغ کا ذکر

امریکہ کا ایک اخبار گرے ٹریبیون ۹ نومبر ۱۹۳۱ء صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے مبلغ اسلام کی ایک تقریر کے متعلق لکھتا ہے۔ انہوں نے اسلام پر تقریر کی۔ اور بتایا۔ کہ اس کے معنی امن وسلامتی اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے آگے ڈال دینے کے ہیں۔ اور اس لفظ کے اندر یہ مفہوم ہے۔ کہ انسان کامل امن اور دائمی مسرت صرف اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دینے سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے بتایا

ریاست جموں کے تازہ واقعات

سردار گوہر رحمان کا پیغام برادران میرپور کے نام

برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ میری گرفتاری کے بعد سے آج تک آپکو بے انتہا مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ آپ کو توپوں اور بندوقوں سے کچلنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور آپ کو دو ایکبار گولی کا نشانہ بھی بنایا جا چکا ہے۔ لگان وصول کرنے کے لئے حکومت نے آپ کے مویشی حتیٰ کہ آپ کی پردہ دار عورتوں کے زیور بھی بجبر ضبط کر لئے ہیں۔ آپکو مرعوب کرنے کے لئے زمین پر بے انتہا، ڈوگرہ فوجیوں اور سر پر مستعار ہوائی جہازوں کی نمائش ہو رہی ہے دوسری طرف سید بڈھے شاہ جو اس سے قبل سری نگر اور جموں میں حکومت کشمیر کی بیش بہا خدمات ادا کر چکے ہیں آپ کو ہر ممکن طریق سے گمراہ کرنے میں کوشاں ہیں۔ وہ میرپور کے دو ایک مولویوں کو اپنے ڈھب پر لے آئے ہیں۔ اور ان نام نہاد علماء کے دستخطی اعلان سے آپ کو لگان کی ادائیگی کی ترغیب دی جا رہی ہے، لیکن الحمد للہ کہ آپ تاحال ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے جائز حقوق کے مطالبہ پر اڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو اعلان ہذا کے ذریعہ سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سید بڈھے شاہ اور اس قسم کے دوسرے غداران ملت کے فریب سے آپ کے لئے بچنا ضروری ہے۔ اور ان مصائب میں جن کا آج کل آپ لوگوں کو سامنا ہے۔ ہر طرح ثابت قدم رہنا ہی خدا کے فضل وکرم سے کامیابی وکامرانی کی دلیل ہے تاآنکہ آپ کے مطالبات مان لئے جائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کا حافظ وناصر ہو (آپ لوگوں کا خادم گوہر رحمان خاں ڈکٹیٹر کٹھوعہ جیل)

ضلع ریاسی میں ریاستی فوج

جموں ۲۳ر جنوری۔ جب سے میرپور میں تحریک عدم ادائیگی محاصل شروع ہے۔ ریاست کے تمام ایسے علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ڈوگرہ فوجیں تعینات ہیں کل پرسوں سے ہندو ذرائع سے یہ خبریں مشہور کی جا رہی ہیں۔ کہ ضلع ریاسی کے فلاں گاؤں کے ہندوؤں پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ فلاں ڈاکخانہ لوٹ لیا گیا۔ چنانچہ کل رگھو پرتاپ پلٹن کی بہت سی نفری جو خالص ہندو راجپوتوں پر مشتمل ہے۔ ضلع ریاسی روانہ کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنے حفظ وامن میں رکھے

ریاست کشمیر کے کمیشن کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں؟

مسلمانوں کی آئین پسندی

راقم الحروف کمیشن کے کسی ایک تقرر کا مخالف نہیں ہے کمیشن عام طور پر غیر جانب دار ہوا کرتا ہے۔ اسکی ہیئت ترکیبی پبلک کے منشار کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اس میں نمائندگی بھی اقوام کی آبادی کے لحاظ سے ہوا کرتی ہے۔ اور کمیشن کے غیر جانبدار ہونے کی وجہ سے کمیشن کسی حکومت کے ساز باز سے بے نیاز ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات ریاست کے ہر دو کمیشنوں میں پائی نہیں جاتی۔ حکومت کی ہدایت کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کا حق نمائندگی اس میں نہ ہونے کے برابر ہے لیکن مسلمان چونکہ پر امن واقعہ ہوا ہے۔ اتمام حجت کے طور پر کمیشنوں سے تعاون کئے ہوئے ہے۔ یہ مسلمان کی آئین پسندی کی ایک مثال ہے

مسلمانوں پر تشدد

لیکن خاکسار راقم الحروف حیران ہے۔ کہ آخر ان کمیشنوں کا انجام کیا ہوگا۔ حکومت کی نیت درست معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایک طرف کمیشن مقرر کئے جاتے ہیں۔ دوسری طرف نہتی مسلم رعایا پر گولیوں کی بارش کی جاتی ہے۔ ان کے گھر بار کے مال واسباب حکومت ضبط کر لیتی ہے۔ کئی ایک کو جام شہادت پلایا جاتا ہے۔ خبر رساں ایجنسیاں حکومت نے تیرہ جولائی کے واقعہ ہائلہ سے پہلے کی خریدی ہوئی ہیں۔ ان کے ذریعہ اخبارات میں اس طرح کے گمراہ کن بیانات شائع کرا دیئے جاتے ہیں۔ کہ

"میرپور میں مسلح مسلمانوں نے فوج پر حملہ کر دیا۔ ہندوؤں کی دوکانوں کو لوٹ لیا گیا۔ مسلح بغاوت شروع ہو گئی۔ فوج اور باغیوں کی دست بدست لڑائی۔ جیل پر بھی حملہ کیا جائیگا۔ ہندوؤں کی مذہبی عبادت گاہیں خطرہ میں ہیں"!

اور یہ سب کچھ اپنے افعال بد کو چھپانے کے لئے اور اپنے آپکو گولی چلانے میں حق بجانب قرار دینے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ اب کوئی شخص بتلائے۔ کہ ایک طرف صلح کا ہاتھ اور دوسری طرف مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا جائے تو کمیشن کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں؟

مظلوم کشمیری

راجوری میں ہندو مسلم فساد

جموں ۲۵ر جنوری۔ آج ۲ بجے بعد دوپہر ہندوؤں نے ہڑتال کر دی ہندو والنٹیر ہڑتال کے لئے پوری جدوجہد کرتے نظر آتے تھے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ راجوری میں جہاں مسلم اکثریت ہے۔ ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے جموں کے ہندوؤں نے مسلمانوں پر حکومت سے سختی کرانے کے لئے ہڑتال کی ہے۔ چند یوم سے ہندو اخبارات میں یہ پروپیگنڈا ہو رہا تھا۔ کہ راجوری میں مسلم اکثریت ہندوؤں کو تنگ کرتی ہے۔ آج فساد کی خبر بھی ہندو ذرائع سے آئی ہے پرسوں ارمھائی سو ڈوگرہ فوجی راجوری کی طرف جموں سے روانہ ہو گئے تھے۔ مسلمانان جموں اپنے نہتے بھائیوں کے لئے جن کے کچلنے کے لئے یہ سب پروپیگنڈا ہو رہا ہے بے حد مشوش ہیں۔ مسلمانوں کے پاس صحیح خبر پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کیونکہ علاقہ دور دراز ہے؛

میر یوسف شاہ صاحب کا موجودہ رویہ

میر صاحب کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ حکومت کشمیر کا آلہ کار نہیں ہیں لیکن میر صاحب یقولون ما لا یفعلون کے مصداق ہیں اس وقت آپ عجیب کشمکش وپیچ میں پڑے ہیں کشمیر کمیٹی سے اس لئے ناراض ہیں۔ کہ اس کا صدر احمدی ہے۔ لیکن احرار کی سادہ لوحی ملاحظہ ہو کہ میر صاحب کی ہر بات کو قرآنی آیت سمجھ کر ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ مولانا سید مظہر علی اظہر خواجہ غلام محمد صاحب اور چودھری افضل حق صاحب سے سری نگر میں مجھے کئی بار تبادلہ خیالات اور ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ اظہر اور خواجہ غلام محمد اس وقت کو فراموش نہیں کر سکتے۔ کہ ان کی موجودگی سری نگر میں میر یوسف شاہ صاحب کی نیت اور قوم سے سرد مہری کی کیا کیفیت تھی فاکی اعادہ کی ضرورت اس لئے محسوس نہیں کرتا۔ کہ میری نیت قوم کے چیدہ چیدہ افراد میں ہرگز پھوٹ ڈالنے کی نہیں ہے۔ میر صاحب پر اس وقت تک میرے قلم نے جو کچھ بھی نقد وتبصرہ کیا ہے۔ وہ نبی کریم صلعم کی اس حدیث کے ماتحت ہے۔ کہ آپس میں جو اختلاف ہو۔ وہ باہمی مناقشت اور بے اتفاقی کا باعث نہ بنے۔ بلکہ خیر وبرکت کا باعث بنے اور حاشا وکلا میر صاحب سے کوئی ذاتی کاوش نہیں ہے ہری پربت جیل کے دروازہ پر گولی چلنے کے واقعہ سے بیشتر مسلمانان کشمیر وجموں میر واعظ کے اشارہ پر کٹ مرنے کو تیار تھے اب کیوں نہیں ہیں۔ اس پر مختصر سی روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ میر صاحب کو خاندانی طور پر مسلمانوں میں وقار حاصل ہے مسلمانوں نے یہ خیال کیا۔ کہ چونکہ وہ اپنی درماندہ قوم سے ہمدردی کرنے لگے ہیں۔ اور اس وقت مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہیں۔ اور رہنمایان قوم کے ساتھ ہیں۔ اس لئے ان پر اعتماد کرنا کشمیری مسلمانوں کے لئے لازمی تھا۔ میر واعظ صاحب ہمدانی اور میر صاحب محمد یوسف شاہ کے درمیان مدت سے باہمی رنجش چلی آتی تھی عین اس وقت جبکہ قوم حیات وموت کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ آپس میں ہر دو میر صاحبان کا اتفاق واتحاد قوم کے لئے ایک فال نیک سمجھا گیا۔ جب حکومت نے دیکھا۔ کہ مشہور قدیمی غدار تو بدنام ہو چکے ہیں۔ اب اگر ان کے ذریعہ مسلمانوں کو دبایا جائے۔ تو کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ میر یوسف شاہ صاحب کو آلہ کار بنایا جائے۔ رہنمایان قوم پر دورے ڈالے گئے۔ آخر کار بعد جہد بسیار عارضی صلح ہوئی اس وقت میر صاحب موصوف کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ دیگر رہنمایان قوم نے بھی شرائط صلح پر دستخط کر دیئے انہی دنوں میں ایک اپیل مسلمانوں کے نام ہندو پریس میں غداران قوم کی طرف سے شائع کرائی گئی۔ اور خاکسار کو سخت افسوس ہے۔ کہ ان میں میر یوسف شاہ صاحب

کا نام نامی بھی موجود تھا۔ خاکسار نے میر صاحب سے کہا۔ کہ وہ تردید شائع کرادیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ چند غیور مسلمانوں نے میر صاحب کی طرف سے تردید کردی۔ جن میں ایک بمبئی میں رہنے والے کشمیری تاجر بھی قابل ذکر ہیں۔ کئی ایک تار اخبارات میں شائع کرادیئے گئے۔ کہ باہر کے مسلمانوں کو ہم سے کیا تعلق۔ کہ وہ خواہ مخواہ ہمارے معاملات میں دخل دے رہے ہیں۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مداخلت کو بھی ناپسند فرمایا گیا۔ یہ سب کچھ حکومت کے ایماء پر کیا جاتا رہا۔ کیونکہ انہی دنوں میں میر صاحب حکومت کے آلہ کار بنے تھے۔ اور حکومت بھی ایسے ہی آدمیوں کے نام سے پروپیگنڈا کراتی ہے۔ جن سے اسے کچھ توقع ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں میر صاحب کو ایک ایسے انعام کا بھی وعدہ ہوا کہ پشت ہا پشت تک میر صاحب کا خاندان ان کے حق میں دعائیں دیتا رہے۔ میں اس وقت مجلس احرار کے اراکین سے دریافت کرنے کی جرأت کروں گا۔ کہ ابھی چند ہفتے گزرے۔ کہ میر صاحب نے لاہور اور دیگر مشہور مقامات میں اعلان کیا تھا۔ کہ وہ مجلس احرار کے مجاہدانہ اقدام میں تقویت پہنچانے کے لئے سری نگر اور ریاست کے دیگر مقامات میں تحریک احرار کو وسعت دیں گے۔ اور بنفس نفیس اس کی قیادت کریں گے۔ اور مجلس احرار کے ہر ایک مطالبہ سے کلی اتفاق کیا تھا۔ پھر کیوں ابھی تک میر صاحب نے یہ ضروری کام چھوڑ کر صرف جموں اور لاہور ہی پر اپنی توجہ مرکوز کردی ہے

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جین۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ وغیرہ غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے قیمت فی تولہ عہ محصولڈاک علاوہ

ڈاکٹر صاحبان خود بھی موتی سرمہ ہی استعمال فرماتے ہیں

جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ریلوے ہسپتال اکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھ کو اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ براہ کرم ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ دماغ میں نئی بالیدگی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنی سا کرشمہ ہے۔ آپ ان سردیوں میں اکسیر البدن استعمال کرکے اپنے اندر طاقت کا بھاری ذخیرہ جمع کرسکتے ہیں قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

حکیم صاحبان تو اکسیر البدن کی ہی تعریف کرتے ہیں

جناب مولانا حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان میں سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔ "مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی۔ یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی سخت لاچار تھا۔ آپ کی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد میری صحت بہت اچھی ہوگئی۔ اچھی دوا ہے مقوی اعصاب مقوی دماغ اور مقوی جسم دوا ہے"

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ ہاٹ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

دریافت پتہ

(۱) ولی محمد ولد محمد خلیل صاحب

یہ صاحب پہلے قادیان میں منیاری کی دوکان کیا کرتے تھے۔ بعد میں لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں ان کا پتہ یہ تھا:

W.m. Israili
No 28 Latouche Road
Lucknow

اب ایک عرصہ سے ان کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ ان کے ذمہ بنک کا قرضہ ہے۔ ایک عرصہ سے لیا ہوا ہے۔ اور کچھ وصول نہیں ہوا

(۲) اللہ دتا ولد محمد رمضان

یہ صاحب قادیان میں لکڑی کی دوکان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بنک سے قرضہ لیا۔ اور پھر کہیں چلے گئے۔ اب ان کا پتہ تک نہیں۔ کہ وہ کہاں ہیں۔ اگر یہ نوٹس ان کی نظروں میں سے گزرے۔ تو وہ مہربانی کرکے قرضہ ادا کردیں۔ اور بے شک عدم پتہ رہیں۔ اگر کوئی صاحب ان کا پتہ دیدیں۔ تو بڑی ہی مہربانی ہے۔

والسلام

خادم محمد ابراہیم
سیکرٹری
زمیندارہ بنک قادیان

عید کے لئے ملکی صنعت کا بے نظیر تحفہ

مشین سویاں نکل پلیٹڈ (نو ایجاد) امپروڈ

خلاف تحریر ہو تو قیمت واپس

(ملکہ) دنیا بھر میں پیتل کی بہترین مشین سویاں تمام نقائص سے مبرا خوبصورتی پائداری اور چلنے میں یکتا میدہ دھکیلنے کا کارآمد پرزہ بھی لگایا گیا ہے جس میں پیڑ ڈال تازہ بتازہ رومالی سویاں تناول فرمائیے۔ ہر مشین کے ہمراہ موٹی باریک دو چھلنی سوراخ ۲۵۰ قیمت سات روپے آٹھ آنہ

دوکٹوریا) مشین سویاں پیتل پالش شدہ قطر دو انچ قیمت چار روپے چار آنے ۴/۴

(پرنس) مشین سویاں آہنی نکل پلیٹڈ قطر ۲ انچ قیمت پونے چار روپے ۱۲/۳ روپے

دشہسوار) مشین سویاں کلاں آہنی چھلنیاں وغیرہ پیتل سوراخ ۵۰۰ قیمت سات روپے 7/

ہر مشین کا محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

ہمارے ساختہ آلات زراعت ودیگر مشینری منگانے کے لئے نئی فہرست مفت طلب کیجیئے

مہربانی کرکے پتہ صاف لکھیئے

اصلی اور اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ پنجاب

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہوچکے ہیں جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہوجاتے ہیں۔ یا حمل گرجاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اسکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گودبھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کے چراغ ہیں۔ جنکو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گودبھری گولیوں کے استعمال سے بچہ بھی خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ (عہ) شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

المشتہر
نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— پنجاب پراونشل فرنچائز کمیٹی کے لئے حکومت پنجاب نے مسٹر مائلز اروِنگ فنانشل کمشنر کو صدر مقرر کیا ہے مسلم ممبران میں خان بہادر شیخ دین محمد ایم۔ ایل۔ سی۔ چوہدری نذیر حسین ایم ایل سی اور خان بہادر قریشی محمد حیات ہیں۔ ان کے علاوہ دو ہندو اور ایک سکھ ممبر ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حضور نظام ۱۲ فروری کو دہلی تشریف لائیں گے۔ اور دو ہفتہ قیام کرنے کے بعد لکھنؤ جائیں گے۔ جہاں ایک ہفتہ قیام ہوگا۔ یہ سفر پرائیویٹ ہے جس میں ایڈریس یا دعوتیں قبول نہ کی جائیں گی۔

—— ۲۴ جنوری کو چنیوٹ میں ایک بورڈنگ ہاؤس کے ہندو مسلم طلباء میں باہم لڑائی ہوگئی۔ شہر کے ہندوؤں نے یہ خبر سنتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور معمولی تکرار نے شدید فرقہ وار فساد کی صورت اختیار کر لی۔ قریباً دس افراد شدید زخمی ہوئے۔ بعض مکانات جلا دیئے۔ اور دوکانات کے لوٹے جانے کی بھی خبریں موصول ہوئی ہیں۔

—— حکومت پنجاب نے "کشمیر دے ظلم" نامی ٹریکٹ کو بحق ملک معظم ضبط کر لیا ہے۔

—— ملاپ کا نامہ نگار جموں سے لکھتا ہے۔ کہ مہاراجہ کشمیر ۲۶ جنوری کو دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں چند روز قیام کریں گے۔

—— حکومت کشمیر نے آرڈی نینس کے پردہ میں انتہائی تشدد شروع کر دیا ہے۔ ۲۶ جنوری کو شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ۔ مسٹر عبدالقادر اور غلام محمد صاحبان کو گرفتار کر لیا گیا۔ مفتی ضیاء الدین صاحب آف پونچھ کو جلاوطن کیا گیا ہے حالانکہ کشمیر کے رہنما صاف طور پر اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ سول نافرمانی کی تحریک کو فی الحال جاری نہیں کرنا چاہتے۔

—— ۲۵ جنوری کی شب ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں خوفناک ڈاکہ ڈالا گیا۔ نو ڈاکو جو بندوقوں اور کرپانوں سے مسلح تھے۔ ایک ساہوکار کے مکان پر حملہ آور ہوئے اور دس ہزار روپیہ کے زیور اور دو ہزار روپیہ نقد لیکر بھاگ گئے

—— چند روز سے معاصر انقلاب کا داخلہ صوبہ سرحد میں بند تھا۔ مگر ۲۶ جنوری سے بندش ہٹا دی گئی ہے۔

—— خانصاحب شیخ عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت الاسلام لاہور نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا۔

جو منظور کر لیا گیا ہے۔

—— چیف کمشنر صوبہ سرحد نے اس صوبہ کے متعلق ۲۴ جنوری کو جو رپورٹ شائع کرائی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع پشاور کی صورت حالات میں بہتری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں اور افواج آہستہ آہستہ واپس آ رہی ہیں۔

—— افغان جرگہ۔ خلافت کمیٹی اور جمعیتہ العلماء سرحد نے حکومت کو مطلع کیا ہے۔ کہ اصلاحات پر عملدرآمد کے لئے خوشگوار فضا پیدا کرنے اور لوگوں کو اس سے حقیقی فائدہ اٹھانے کا موقع بہم پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ تشدد آمیز پالیسی ترک کر دی جائے

—— سپین میں پہلے یہ قانون تھا۔ کہ کیتھولک فرقہ کے عیسائیوں کو پادریوں کی فرمانبرداری کا حلف اٹھانا پڑتا تھا۔ اب یہ حکم منسوخ کر دیا گیا ہے۔ نیز تمام گرجے ضبط کر لئے گئے ہیں۔

—— حصار کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس ضلع میں کانگرس کی تحریک قریباً مردہ ہو گئی ہے۔ کوئی رضاکار اور والنٹیر نہیں ملتا۔

—— مشہور ہیر پھول ڈاکو جس پر متعدد مسلمانوں کے قتل کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ۲۳ جنوری کو حصار میں زیر دفعہ ۳۰۲ سشن سپرد کر دیا گیا۔

—— صوبہ سرحد کے لئے گورنر مقرر کرنے کا مسئلہ حکومت ہند کے زیر غور ہے۔ افواہ ہے کہ اس منصب کے لئے موجودہ چیف کمشنر یا ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب میں سے کسی کا تقرر عمل میں آئیگا۔

—— کانگرسی تحریک کو جس طرح چلایا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ڈھاکہ میں ایک جلوس نکلا۔ آگے ایک شخص جھنڈا اٹھائے تھا۔ اور پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے جا رہے تھے۔ پولیس کے گرفتار کرنے پر جھنڈا اٹھانے والے نے کہا۔ کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ آٹھ آنہ کے عوض میں نے یہ جھنڈا اٹھانے کی خدمت لی تھی۔ بچوں نے کہا۔ ہمیں بہت سی مٹھائیاں کھلائی گئی ہیں۔ تا اس شخص کے پیچھے پیچھے چلتے پھریں۔

—— محصولات میں اضافہ کے سوال پر برطانوی وزارت میں جو اختلافات پیدا ہو گیا تھا۔ اور جس سے کابینہ میں تبدیلی کا احتمال تھا۔ وہ رفع ہو گیا ہے۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اصول کار میں عارضی تبدیلی کر دی جائے۔ چنانچہ جو وزراء اکثریت سے اختلاف رکھتے ہیں۔ انہیں اختیار دیدیا گیا ہے کہ اپنی رائے علیحدہ طور پر پارلیمنٹ کے پیش کر دیں۔ جو چاہے تو اسے منظور کر سکتی ہے۔

—— کلکتہ کارپوریشن کے افسر تعلیم کو ۲۴ جنوری کو گرفتار کر کے ان کے مکان میں ہی نظر بند کر دیا گیا۔ نیز میئر کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ وہ سیاسی سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہ لے۔

—— ۲۶ جنوری کو اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر شاردا کے اس بل پر بحث شروع ہوئی ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ ہندو بیوہ عورت کو گھر کی مشترکہ جائیداد سے اس کے خاوند کا پورا حصہ دیا جائے۔ بعض ہندو ممبروں نے اس کی اس بناء پر مخالفت کی۔ کہ یہ ہندو سوسائٹی کی جڑ پر کلہاڑا ہے۔ بحث تا حال جاری ہے۔

—— کانگرسیوں کا عدم تشدد بھی نمایاں ہونے لگا ہے ۲۶ جنوری کو کانگرس کے پروگرام کے مطابق یوم آزادی منایا جانا تھا۔ بمبئی میں اس سلسلہ میں پر جوش مظاہرے کئے گئے۔ اور آدھی رات کے قریب عدم تشدد کے پابند کانگرسیوں نے ایک تھانہ پر ہلہ بول دیا۔ اور سنگ باری شروع کر دی۔ پولیس نے گولی چلائی۔ مگر نقصان کوئی نہیں ہوا۔ فتنہ پرداز اس پر بھی باز نہیں آئے۔ بلکہ دو پولیس چوکیاں جلا کر راکھ کر دیں۔ اور بھی بعض چوکیوں کو آگ لگائی گئی۔ مگر وہ بچائی گئیں۔ ہجوم کی سنگباری سے ایک سپرنٹنڈنٹ اور ایک انسپکٹر کو خفیف زخم آئے۔

—— اسی سلسلہ میں الہ آباد سے پچیس ۲۵ میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ میں جلسہ کیا گیا۔ جسے پولیس نے بند کرنا چاہا۔ اور تین لیکچراروں کو گرفتار کر لیا۔ اس پر ایک ہجوم نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ پتھر پھینکے۔ اور لاٹھی بھی چلائی۔ اور قیدیوں کو چھڑا لیا۔ ایک سپاہی سخت زخمی ہوا اور دو پولیس افسر معمولی طور پر مجروح ہوئے۔ پولیس نے گولی چلائی۔ جس سے دو تین آدمی مجروح ہوئے۔ اسّی کے قریب اشخاص اس سلسلہ میں گرفتار کئے گئے ہیں۔

—— ضلع چمپارن کے ایک مقام پر کانگرسی ہجوم ایک پنڈال پر جسے پولیس نے گھیرے میں رکھا تھا۔ قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے پولیس پر پتھر پھینکے گئے جس سے دو سپاہیوں کو شدید اور متعدد کو معمولی زخم آئے۔ پولیس نے لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر گولی چلائی گئی۔ دو بلوائی ہلاک اور متعدد کے مجروح ہونے کی خبر آئی ہے۔

—— ۲۷ جنوری کو لاہور پولیس نے مہاشہ کرشن ایڈیٹر پرتاپ کے مکان کی تلاشی لی۔ اور ان کے بیٹے ویریندر کو ایمرجنسی آرڈی نینس کے ماتحت گرفتار کر لیا۔ مسٹر موصوف تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ بیمار رہ کر وجہ کے بعد قید سے رہا ہوئے تھے۔ جو

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔